گاڈز کنگڈم منسٹریز

سَب چِیزوں کی بحَالی

مصنف
ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم
پادری ڈاکٹر فیاض انور

سب چیزوں کی بحالی

مُصَنِّف

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مُتَرجِم

پادری ڈاکٹر فیاض انور

ایم۔اے (اردو۔تاریخ) ایم۔ایڈ،

ایم۔فل، ڈی۔ڈی، ڈاکٹر آف منسٹری

ناشرین: وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

جملہ حقوق بحق ناشرین محفوظ ہیں

ناشرین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ونگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری ڈاکٹر فیاض انور

معاونین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زینت ناز، پادری نیامت ہنجرا

پروف ریڈنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری محبوب ناز، پادری مالک الماس

نظر ثانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پروفیسر شاہد صدیق گل، روبن جان

دُعا گو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری لطیف مسیح، غزالہ روبی

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری ڈاکٹر فیاض انور

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک ہزار

بار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اول

اکتوبر ۲۰۲۱ء

پتا: مریم صدیقہ ٹاؤن چن دا قلعہ، گوجرانوالہ

رابطہ: 03007499529,03462448983

انتساب

زبوروں کی کتاب کو پنجابی قالب میں ڈھالنے والے عظیم شاعر
اور پنجابی کے جان ملٹن ڈاکٹر امام دین شہباز کے نام

مترجم

فہرست مضامین

فضل کے مکاشفہ پر مبنی انجیل   ڈاکٹر شہزاد ناصر

صفحہ

باب ۱	راستی سے فیصلہ کرنا	۷
باب ۲	عالمگیریت بہ مقابلہ بحالی	۱۳
باب ۳	زمانے	۲۲
باب ۴	ہر ایک گھٹنا جھکے گا	۲۹
باب ۵	آدم بہ مقابلہ مسیح	۳۵
باب ۶	سب چیزیں اُس کے پاؤں تلے	۴۴
باب ۷	چھڑانے کے قوانین	۵۴
باب ۸	چار جان داروں کے ساتھ عہد	۶۱
باب ۹	داؤد کی پیشین گوئیاں	۶۸
	مصنف کے بارے میں	۷۲

فضل کے مکاشفہ پر مبنی انجیل

انسانی تاریخ کی ابتداء سے ہی بین لسانی ترسیل کا عمل جاری ہے۔ تین ہزار سال قبل از مسیح میسوپوٹامیا میں ذولسانی الفاظ کی فہرست غالباً مترجمین کے لیے ہی تیار کی گئی تھی اور آج ایک ہزار سے زائد زبانوں میں ترجمہ کاری کا عمل جاری ہے۔ اِس طویل مدت کے دوران ترجمہ کے بہت سے اصول و نظریات معرض وجود میں آئے ہیں کیوں کہ ترجمہ کے عمل کو اُسلوب، منشائے مصنف، لسانی و تہذیبی تنوع، ترسیل مفہوم، متنوع ادبی روایات کے سیاقی تناظر میں دیکھا جاتا ہے جیسا کہ وزکیوز آیور (Vazquez Ayora) (۱۹۷۷ء) اور ولیز (Wills) (۱۹۸۸ء) وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ اِس لیے ترجمہ کے کسی اصول یا نظریہ کو حتمی طور پر تسلیم یا تردید نہیں کیا جاسکتا ہے۔ دراصل نظریہ، تجاویز کا جامع اور مبسوط مجموعہ ہوتا ہے جسے کسی واقعہ یا مظہر کی وضاحت کے لیے بہ طور کلیہ پیش کیا جاتا ہے لیکن ترجمہ کا کوئی بھی اصول یا نظریہ صرف تجاویز کا مجموعہ نہیں ہوسکتا، جس کی پابندی سے مترجم اپنے فرائض کو کامیابی کے ساتھ ادا کرسکے۔ کیوں کہ کوئی بھی تسلی بخش نظریہ تا حال غیر نشان زد عناصر کو نشان زد کرتا ہے اور ان کی پابندی سے کامیابی کی سطح کی بھی پیش گوئی کرتا ہے جب کہ ترجمہ کا کوئی بھی اصول یا نظریہ کم از کم مترجم کی کامیابی کی ضمانت نہیں لے سکتا کیوں کہ ترجمہ ایک تکنیک ہے جو لسانیات، تہذیبی و ثقافتی بشریات، نفسیات، ابلاغیات اور علم الاعصاب جیسے مضامین پر منحصر ہوتا ہے اور مترجم کس مقصد کے پیشِ نظر کس مضمون پر تکیہ کر رہا ہے یہ ہم نہیں جانتے لیکن سمٹتی ہوئی کثیر لسانی دُنیا میں مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا مقصد طے کرے۔ اِس لیے اصول و نظریات کے بجائے اِن طریقہ کار کی سمجھ زیادہ ضروری ہے جن کی پابندی مختلف تراجم میں کی گئی۔ بائبل مقدس کے اردو تراجم کو بھی اُردو زبان کے لسانی تعارف اور تاریخ میں نمایاں اہمیت حاصل ہے گو کہ یہ زبان ایک عام فہم اور مشترک زبان کی حیثیت سے بولی اور سمجھی بھی جاتی تھی مسیحی مشنریز نے وسیع پیمانے پر اردو زبان میں کثرت سے بائبل کے تراجم اور بائبل سے متعلق تشریحی اور تفسیری مواد بھی شائع کیا۔

اگرچہ بائبل مقدس کے تراجم کا باقاعدہ کام ہندوستان کے تناظر میں، ہمیں اٹھارہویں صدی کے اوائل

میں ملتا ہے۔ اِس حوالہ سے ایسا تشریحی اور تفسیری مواد، جو متوازن اور دُرست تفہیمی انداز پر مبنی ہو، بہت کم دستیاب ہے یعنی ایسا مواد جو سادہ مگر انتہائی غیر جانب داری سے کتاب مقدس کی تفہیم میں معاونت فراہم کر سکے۔

''سب چیزوں کی بحالی'' کے ترجمہ کے دوران اِسی اُسلوب اور اصول کو اپنایا گیا ہے تا کہ عام قاری کلام الٰہی کی باتیں سادہ جب کہ تحقیقی جستجو رکھنے والے احباب، خدام اور بائبل مقدس کے سنجیدہ طالب علم اور ناقدین کے حوالہ سے تفہیم کے دیگر زوایے بھی منظر عام پر آسکیں۔ اِس کی ایک سادہ مثال اِس کتاب کا تیسرا باب ہے جس میں ''قیامت اور خُدا کے رحم'' کے موضوع پر لسانی بنیادوں پر بہت ہی مدلل بحث کی گئی ہے اِسی طرح پانچویں باب میں ''آدم اور مسیح'' کا موازناتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے تا کہ مسیح میں ہمیں مفت میں راست باز ٹھہرائے جانے اور اعمال کے بجائے مسیح کے اُس کام کو جو صلیب پر نسل انسانی کے انجام دیا گیا، اِس سے متعلق ایمان کی دُرُست بنیادیں فراہم ہوں۔ کتاب کا چھٹا باب اور آخری باب بھی قابل توجہ ہیں۔ کیوں کہ یہ ابواب ''علم الآخرت'' کے حوالہ سے اُٹھائے جانے والے آسان اور پیچیدہ، ہر دو طرح کے سوالات پر مشتمل، مصنف کے مجموعی بیانیے کو پیش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ میں اِس کتاب کی اشاعت پر ڈاکٹر فیاض انور اور اُن کی خدمت کے تمام اراکین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور خُداوند یسوع مسیح کے فضل پر مبنی اِس انجیلی مواد کے لیے بھی دُعا گو ہوں کہ یہ بہتیروں کے لیے کتاب مقدس کے پُرفضل بھیدوں سے آشنائی اور آگہی کا باعث بنیں۔

پروفیسر ڈاکٹر شہزاد ناصر
ایف۔سی۔ کالج (یونی ورسٹی) لاہور
۱۲ اکتوبر ۲۰۲۱ء

باب ۱

راستی سے فیصلہ کرنا

اعمال ۳: ۲۰، ۲۱ میں لکھا ہے،

''اور وہ اُس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے۔ ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اُس وقت تک رہے (Gk:dechomai) جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خُدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دُنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔''

ایلیاہ کی خدمت کا یہ کام ہے کہ وہ ''سب کچھ بحال کرے گا۔'' (متی ۱۷: ۱۱) اعمال کا مذکورہ بالا حوالہ ہمیں بتاتا ہے کہ بحالی کی اِس خدمت کی پیشین گوئی پورے عہد عتیق میں کی گئی ہے۔ پس ہمیں اِس بات کو سمجھنا چاہیے کہ اِسے واضح طور پر سمجھنے کے لیے ہمیں نہ صرف عہد جدید میں حوالہ جات مل سکتے ہیں بلکہ پورے عہد عتیق میں بھی بہت سے حوالہ جات موجود ہیں۔

آنے والے زمانوں میں بحالی کی ضرورت اِس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ دُنیا بگڑ چکی ہے اور اُسے بحال ہونے کی ضرورت ہے۔ اِس آیت سے ہمیں یہ بھی پتا چلتا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی اِس بحالی کو لائے گی، ''اور وہ آسمان میں اُس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں۔'' (اعمال ۳: ۲۱)

عام طور پر مسیحیوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ یسوع مسیح جلد آنے والا ہے اور بجائے اِس کے کہ لوگوں کو خُدا کی محبت کے بائبلی نظریہ کے بارے میں سکھایا جائے جو مسیح یسوع میں

ظاہر ہوئی اُن کو ایک ایسا تصور دیا جا رہا ہے جس میں خُدا کو غضب ناک اور غصیلا دکھایا گیا ہے۔

یسوع مسیح ضرور دُنیا کی عدالت کرنے کے لیے آئے گا کیوں کہ اُسے تمام عدالت کا اختیار حاصل ہے۔(یوحنا۵:۲۷) لیکن عدالت تباہی و بربادی کے ہم معنی نہیں۔ یونانی میں عدالت کے لیے استعمال ہونے والا لفظ بصیرت و شناخت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ عدالت کا مطلب ہے کہ راستی سے صداقت کے کلام کو الگ کرنا۔ ایک دفعہ جب منصف گواہوں کو سن لیتا ہے اور اِس فیصلہ پر پہنچ جاتا ہے کہ کون سچ بول رہا ہے اور کون جھوٹ تو وہ اِس معاملہ میں قانونی حکم کو بحال کرنے کے لیے مناسب فیصلہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ گناہ گار معاوضہ ادا کرے یا وہ راست باز کو بے گناہ ٹھہرا کر رہا کر سکتا ہے۔

یہ دونوں فیصلے محبت سے کیے جائیں گے، محبت سچ کی پیروی کرتی ہے اور جہاں کہیں جرم (گناہ) ہے، محبت گناہ گار کو شریعت کی عدالت سے دُرست کرتی ہے۔ گناہ گار کا دل نفس پرستانہ اور سخت ہو سکتا ہے اور یقیناً اِس نقطہ نظر سے اُسے قانون بگاڑ لگ سکتا ہے، لیکن اُس کا یہ تصور مکمل طور پر ایک وہم اور دھوکا ہے۔ شریعت کا مقصد گناہ گار کو دُرست کرنا اور شرعی حکم کو بحال کرنا ہے۔

اِسی طرح زمین پر آنے والی الٰہی عدالت کا مقصد بھی تمام چیزوں کو بحال کرنا ہے نہ کہ اُن کو تباہ و برباد کرنا۔ قانون گناہ کو ختم کرتا ہے نہ کہ گناہ گار کو۔ اور شریعت کی عدالت دُنیا کو ختم کرنے کی بجائے اِس سے گناہ کو ختم کرے گی۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم غالب آئیں اور آنے والے وقت میں بہ طور ''کاہن'' اُس کے ساتھ بادشاہی کریں (مکاشفہ ۲۰:۶) تو پھر ہمیں چاہیے کہ اب ہم کہانت کے

لیے تربیت حاصل کریں۔ یہ تربیت لازماً کسی سیمنری میں جانے کا تقاضا نہیں کرتی، لیکن یہ متقاضی ہے کہ اِس بات کو سیکھا جائے کہ فیصلے کیسے کرنے ہیں۔

پولس رسول اِس بات کا اشارہ ۱- کرنتھیوں ۶: ۲، ۳ میں دیتا ہے جب وہ کہتا ہے، ''کیا تم نہیں جانتے کہ مقدس لوگ دُنیا کا انصاف کریں گے؟ ۔۔۔کیا تم نہیں جانتے کہ ہم فرشتوں کا انصاف کریں گے؟ تو کیا دُنیوی معاملے فیصل نہ کریں؟''

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ صرف یسوع ہی دُنیا کا انصاف کرے گا۔ ہمیں متی ۷: ۱ کے خیال کو توڑ مروڑ کر سکھایا گیا، جہاں لکھا ہے، ''عیب جوئی (Judge) نہ کرو کہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے۔'' اگرچہ یہ بات سچ ہے کہ ہمارا انصاف ہمارے اپنے قائم کیے گئے پیمانہ کے مطابق ہوگا (جیسے شریعت میں بھی ہمیں سکھایا گیا ہے)۔ پولس رسول کرنتھس کی کلیسیا کی سرزنش کرتا ہے کہ اُن کے درمیان کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو دانائی سے اندرونی تنازعات کو فیصل کرے۔ (۱- کرنتھیوں ۶: ۴، ۵)

کیا پولس یسوع کی تردید کر رہا تھا؟ یقیناً نہیں۔ ایک بالغ راست باز جو شریعت کو سمجھتا ہے وہ اُس کے بنانے والے کے خیال کو جانتا ہے کہ وہ راست فیصلے سرانجام دیتا ہے۔ ایسا منصف اپنے کام کو سنجیدگی سے سرانجام دیتا ہے، کیوں کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اُس نے فیصلوں کو الٰہی شریعت کے برخلاف کیا تو وہ اپنے اِس عمل کا جواب دہ ہوگا۔ ایسا کیوں ہے؟ کیوں کہ خُدا نے اُسے شخصی تجربہ سے سکھایا اور شاید وہ اُسی طرح اُس غلط فیصلے کا سامنا کرے گا جیسا اُس نے پہلے کیا۔

میں یہ اِس لیے کہتا ہوں کیوں کہ مجھے خود یہ سبق بڑے مشکل طریقہ سے سیکھنا پڑا۔ لیکن اِس میں سے گزرنے کے بعد اب میں ہمیشہ خُدا کا شکر کرتا ہوں کہ جب میں

دُوسروں کا فیصلہ ناراستی سے کروں گا تو وہ میرا انصاف میرے اپنے قائم کیے گئے پیمانہ کے مطابق کرے گا۔ اِس نے مجھے سکھایا کہ جب شریعت کے برخلاف کسی پر الزام لگایا جاتا ہے یا اُس کے خلاف فیصلہ کیا جاتا ہے تو کیسا احساس ہوتا ہے۔

پچھلے زمانوں میں خُدا منصفوں کی تربیت آنے والے زمانے کے لیے کر رہا تھا تا کہ جیسا یسوع نے کہا کہ وہ ''سب چیزوں کو بحال کرنے'' کے لیے ایلیاہ کی خدمت میں حصہ لے سکیں۔ پولس رسول خود بہ طور منصف اِس تربیت سے گزر رہا تھا اور ہم اُس کے تصورِ عدالت کی جھلک ۲۔کرنتھیوں ۵:۱۴،۱۵ میں دیکھتے ہیں،

''کیوں کہ مسیح کی محبت ہم کو مجبور کر دیتی ہے اِس لیے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ایک سب کے واسطے موا تو سب مر گئے۔ اور وہ اِس لیے سب کے واسطے موا کہ جو جیتے ہیں وہ آگے کو اپنے لیے نہ جئیں بلکہ اُس کے لیے جو اُن کے واسطے موا اور پھر جی اُٹھا۔''

یہ کس قسم کی عدالت ہے؟ وہ کہہ رہا ہے کہ مسیح سب کے لیے مر گیا یا سب کے واسطے مر گیا۔ پس سب مر گئے (کیوں کہ سب اُس کی موت کے وسیلہ سے اُس میں شامل ہوتے ہیں) اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ آگے کو اپنے لیے نہیں جئیں گے بلکہ وہ مسیح کے لیے جئیں گے جو اُن کے لیے مر گیا اور مُردوں میں سے جی اُٹھا۔

یہ ایک محیر العقول بیان ہے جس پر بہت سے لوگ مکمل گرفت نہیں رکھتے۔ ایسا محض اِس لیے ہے کیوں کہ اِسے سچ سمجھنا بہت اچھا لگتا ہے۔ تاہم پولس رسول اگلی چند آیات میں اِسے وسعت دیتا ہے، اور ہمیں بتاتا ہے کہ ہم بہ طور مسیحی اور اُس کی بادشاہی کے ایلچی یہ پیغام دُنیا کو بتائیں۔

''اور سب چیزیں خُدا کی طرف سے ہیں جس نے مسیح کے وسیلہ سے اپنے ساتھ ہمارا

میل ملاپ کرلیا اور میل ملاپ کی خدمت ہمارے سپرد کی۔ مطلب یہ ہے کہ خُدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دُنیا کا میل ملاپ کرلیا اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ نہ لگایا اور اُس نے میل ملاپ کا پیغام ہمیں سونپ دیا ہے۔ پس ہم مسیح کے ایلچی ہیں۔ گویا ہمارے وسیلہ سے خُدا التماس کرتا ہے۔ ہم مسیح کی طرف سے منت کرتے ہیں کہ خُدا سے میل ملاپ کرلو۔" (۲- کرنتھیوں ۵:۱۸۔۲۰)

غور کریں کیسے پولس رسول "ہمارے" اور "اُن کے" کے بارے میں بات کرتا ہے۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُسے قبول کرلیا ہے۔ ہم اُس کے ایلچی ہیں کہ یہ پیغام "اُن کو" دیں۔ یہ پیغام ناراست "دُنیا" کے لیے ہے۔

ہمارا پیغام کیا ہے؟ یہ "میل ملاپ کا پیغام" ہے۔ ہم نے دُنیا کو یہ بتانا ہے کہ خُدا "اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ" نہ لگائے گا۔

آج کے دور میں یہ بیان بہت سے لوگوں کے لیے نیا ہوسکتا ہے کیوں کہ وہ پولس رسول کی باتوں کو پورے طور سے نہیں سمجھتے۔ کیوں کہ آج کل لوگوں کو زیادہ تر یہی سکھایا جاتا ہے کہ خُدا ایک غصہ ور اور ہیبت ناک ہے جو گناہ گاروں کی عدالت کرتا ہے۔ پولس کی اِس بات کو سمجھنا اُن کے لیے مشکل ہوسکتا ہے۔ وہ پولس رسول کی باتوں پر اِس طرح عذر پیش کرتے ہیں، "ٹھیک ہے، شاید ہم اِس کا مطلب نہیں سمجھ سکتے، کیوں کہ دُوسری بہت سی آیات گناہ گاروں کی ابدی عدالت کا بیان کرتی ہیں۔ پس ہمیں محتاط رہنا چاہیے کہ ہم ابدی عدالت کے بارے میں دُوسری بہت سی آیات کو اُن کے سیاق وسباق سے ہٹ کر سمجھنے کی کوشش نہ کریں۔"

میں اِس بات سے متفق ہوں کہ ہمیں ہمیشہ چیزوں کو اُن کے سیاق وسباق کے مطابق

ہی سمجھنا چاہیے، جیسے ہی ہم سیاق وسباق سے ہٹیں گے تو بیان کیا گیا پیغام عدم موافقت کا شکار ہو جائے گا۔

پولس رسول کہتا ہے کہ ہم ایلچی ہیں۔ایک ایلچی اپنی حکومت کی نمائندگی کرتا اور اُس کا ترجمان ہوتا ہے۔ بہ طور ایلچی ہم دُنیا میں یسوع مسیح کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ہمارے پیغام کا مرکز یہ ہے: ''خُدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دُنیا کا میل ملاپ کر لیا اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ نہ لگایا۔''

ثانیاً، ہمارا پیغام اُن سے التماس کرتا ہے کہ وہ خُدا کے ساتھ میل ملاپ کر لیں (آیت ۲۰)۔ یہ بات واضح ہے کہ ابھی تک انھوں نے خُدا کے ساتھ ملاپ نہیں کیا، بصورت دیگر اُن کو یہ پیغام دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ پھر کیسے خُدا اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ نہیں لگائے گا، کیوں کہ ابھی تک ہم دیکھتے ہیں کہ اُنھوں نے خُدا کے ساتھ میل ملاپ نہیں کیا؟ کیا کسی کو بھی اپنی تقصیروں اور عدالت سے بچنے کے لیے یسوع مسیح اور اُس کی صلیب پر ایمان رکھنا ضروری نہیں؟

جی ہاں، یقیناً ایسا ہی ہے۔ یہ بات پوری بائبل مقدس میں وضاحت سے بیان کی گئی ہے۔آگے چل کر ہم اِس مخمصہ کو حل کریں گے۔

باب۲

عالمگیریت بہ مقابلہ بحالی

یسوع نے متی ۷:۱میں کہا، ”عیب جوئی (Judge) نہ کروتمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے گی۔“ لیکن پولس رسول نے ۱-کرنتھیوں ۶:۲ میں کہا، ”کیا تم نہیں جانتے کہ مقدس لوگ دُنیا کا انصاف (Judge) کریں گے؟“ پولس رسول اُس کلیسیا کی سرزنش کرتا ہے کہ اُن کے درمیان کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو کلیسیا کے تنازعات کا تصفیہ کرے۔کیا پولس رسول نے یسوع کی مخالفت کی؟ ہرگز نہیں۔

ہم ہر روز ہزاروں فیصلے کرتے ہیں۔ ہر فیصلہ انصاف کرنے کے مترادف ہے۔کیوں کہ ہم اِس بات کا تعین کرتے ہیں کہ کون سا راستہ ٹھیک ہے اور کون سا راستہ غلط ہے۔ فیصلہ کرنا اور امتیاز کرنا دونوں ایک ہی یونانی لفظ سے ماخوذ ہیں۔ہمیں فیصلہ کرنے کے لیے رُوحانی امتیاز کی نعمت کی ضرورت ہے کہ کیا دُرست ہے اور کیا غلط۔ مزید برآں خُدا نے اِنسانوں کے مابین تنازعات کا تصفیہ کرنے کے لیے ایک اعلیٰ اختیار (رومیوں ۱۳:۱؛ یوحنا ۵:۲۷) پیدا کیا۔ یسوع کا وہ بیان ایک انتباہ تھا کہ کوئی بھی اپنی ذاتی مرضی سے فیصلہ نہ کرے بلکہ رُوح کے امتیاز کے مطابق فیصلہ کرے۔اِس طرح ہمارا فیصلہ ہمارا اپنا نہیں ہوگا بلکہ یہ باپ کا ہوگا۔

وہ لوگ جو اس بات کے بارے میں سکھاتے ہیں کہ تمام فیصلے غلط ہیں وہ بصیرت و شناخت اور حکمِ سزا کے بارے میں فرق نہیں کررہے۔ اِسی طرح وہ انسان کی ناقص عقل سے ہونے والے فیصلے اور خُدا سے ہونے والے کامل فیصلوں میں فرق نہیں

کرتے۔

وہ لوگ جو خُدا کے منصف ہونے سے خوف زدہ ہیں اصل میں وہ خُدا کے اُس اختیار سے خوف زدہ ہیں جو اُس نے غالب آنے والوں کو دیا۔ شاید اُن میں سے بہت سے لوگوں کو حکمرانی کرنے کے لیے نہیں بلایا گیا اِس لیے اُن کے اندر یہ سیکھنے کا شوق نہیں کہ کیسے راستی سے فیصلے کرنے ہیں۔ میں اپنے خُدا کے ساتھ تجربے میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ وہ اکثر آزمائشوں اور غلطیوں سے میری تربیت کرتا ہے کہ کیسے میں نے مسیح کی عقل سے راستبازی سے فیصلے کرنے ہیں۔

اِس تربیت کا نصف حصہ مطالعہ بائبل ہے۔ دُوسرا نصف حصہ اپنی روحانی نعمتوں میں پروان چڑھنا ہے، خاص طور پر حکمت، علم اور رُوح کے امتیاز میں (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۸۔۱۰) سچائی کی تلاش کے لیے کلام مقدس کا مطالعہ کرنا بہت اہم ہے۔ (۲۔ تیمتھیس ۲: ۱۵) لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ ہماری زندگی کا ایک رُوحانی پہلو بھی ہے اور اُسے ضرور ہی پروان چڑھنا چاہیے۔ کیوں کہ رُوح القدس ہی ہے جو ہمیں سچائی کی طرف لے کر جاتا ہے۔ (یوحنا ۱۶: ۱۳)

ہمیں خُدا کی پرستش رُوح اور سچائی سے کرنی چاہیے۔ بہت سے گروہ سچائی سیکھنے کے لیے مطالعہ بائبل میں مہارت رکھتے ہیں، لیکن وہ روحانی نعمتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ دُوسرے رُوحانی نعمتوں کا تجربہ کرنے پر اتنی توجہ مرکوز کرتے ہیں کہ وہ مطالعہ بائبل کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جیت کا عمل رُوح اور سچائی کا توازن ہے۔

ماضی میں بہت سے لوگوں نے اِس تعلیم کے ذریعے الجھاؤ پیدا کیا کہ شریعت منسوخ ہو چکی ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یسوع نے شریعت کو پورا کیا۔ (متی ۵: ۱۷۔۱۹) پولس رسول نے اُسے ''قائم'' کیا۔ (رومیوں ۳: ۳۱) پولس رسول نے اِس بات کو واضح

کیا کہ شریعت کا مقصد کبھی بھی کسی کو راست باز ٹھہرانا نہیں ہے بلکہ شریعت کے وسیلہ سے ہمیں گناہ کی پہچان ہوتی ہے۔ (رومیوں ۳: ۲۰) یوحنا نے واضح طور پر کہا کہ، ''گناہ شرع کی مخالفت'' ہے۔ (۱- یوحنا ۳: ۴)

شریعت کو رد کرنا یقیناً گناہ کو قانونی شکل دے گا تاکہ انسان جو بھی گناہ کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے اور وہ الٰہی عدالت سے بری الذمہ ہے۔ اگر ہماری حکومت کلیسیا کی اِس مثال کی پیروی کرتی تو وہ کچھ چیزوں کو قانونی قرار دے دیتی جیسے کہ جنسی گناہ، اسقاط حمل، سرکاری عہدے داروں کا ''قومی سلامتی'' کے لیے عوام کے ساتھ جھوٹ بولنا۔ کچھ لوگ مخصوص منشیات کو قانونی بنانے کے لیے حکومت پر دباؤ ڈال رہے ہیں، اگر وہ اِس میں کامیاب ہو گئے تو اِس سے امریکہ میں بہت سے گناہ (جرائم) کم ہو جائیں گے اور جیل کی آبادی بہت حد تک کم ہو جائے گی۔

پولس رسول کہتا ہے، ''جہاں شریعت نہیں وہاں عدول حکمی بھی نہیں''۔ (رومیوں ۴: ۱۵) کسی عمل کے گناہ ہونے کے لیے ضرور ہے کہ کوئی قانون ہو جو اُس عمل کو گناہ قرار دے۔ قانون یا شریعت کو ترک کرنا گناہ کو جائز قرار دینے اور اُسے قانونی حیثیت دینے کا انسانی طریقہ ہے۔ خُدا کا طریقہ یہ ہے کہ شریعت کو سمجھا جائے اور اُس کا پورا معاوضہ ادا کیا جائے جیسے یسوع نے صلیب پر کیا۔

اِس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے آئیں واپس پولس رسول کے ۲- کرنتھیوں پانچویں (۵) باب میں کہے گئے بیان اور ''میل ملاپ'' کی خدمت کی طرف جائیں۔ وہ انیسویں آیت میں کہتا ہے کہ ہمارا پیغام یہ ہے کہ ''خُدا نے اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ نہ لگایا''۔ عالمگیریت کا نظریہ جو کچھ سال پہلے پروان چڑھا وہ یہ ہے کہ شریعت کو صلیب پر منسوخ کر دیا گیا اِس لیے دُنیا پر الزام لگانے کے لیے اب گناہ نہیں ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ اِسی طرح خُدا سب کو بچاتا ہے۔ شریعت کے بغیر گناہ کی کوئی جواب دہی نہیں، اِسی لیے پولس رسول رومیوں ۳: ۱۹ میں کہتا ہے،

''اب ہم جانتے ہیں کہ شریعت جو کچھ کہتی ہے اُن سے کہتی ہے جو شریعت کے ماتحت ہیں تاکہ ہر ایک کا منہ بند ہو جائے اور ساری دُنیا خُدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرے۔''

یہ کہنا کہ ''دُنیا میں کوئی گناہ نہیں'' ایک اور بات ہے اور یہ کہنا کہ ''خُدا اُن کے گناہ اُن کے ذمہ نہیں لائے گا'' ایک بالکل الگ بات ہے۔ پہلا بیان یہ کہتا ہے کہ گناہ کا وجود نہیں رہا، دُوسرا بیان گناہ کے وجود کو تسلیم کرتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ یسوع نے گناہ کا کفارہ صلیب پر ادا کر دیا ہے۔ پہلا بیان شریعت کو ختم کر دیتا ہے، دُوسرا بیان شریعت کو تسلیم کرتا ہے اور اُس کا پورا معاوضہ ادا کرتا ہے۔

عالمگیریت شریعت کو ختم کر کے تمام نسلِ انسانی کو بچاتی ہے۔ اور اِس طرح وہ اِس کی خلاف ورزی کو روکنا ناممکن بنا دیتی ہے کہ قطع نظر کوئی شخص اپنے پڑوسی کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ امریکہ میں ہونے والے ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعات کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ عالمگیریت کے قائل کہہ سکتے ہیں کہ وہ قتل نہیں تھا۔ وہاں قتل جیسی کوئی چیز بھی نہیں تھی کیوں کہ قتل کے خلاف شریعت کو صلیب پر ختم کر دیا گیا تھا۔

یقیناً میں عالمگیریت کے بارے میں تعلیم نہیں دے رہا۔ میں ''بحالی'' کے بارے میں سکھا رہا ہوں، اور چوں کہ میں نے اِس تناظر میں اِس لفظ کو وضع کیا ہے اِس لیے مجھے اِسے بیان کرنے کا استحقاق حاصل ہے۔ اولاً، یہ ایک عقیدہ ہے کہ سب مخلوقات بحال کی جائیں گی اور اُن کا اُس کے ساتھ میل ملاپ ہوگا۔ ایسا شریعت کو ختم کر کے نہیں بلکہ شریعت کا پورا معاوضہ ادا کر کے ہوگا۔ ثانیاً، یسوع نے تمام انسانوں کے لیے

نجات کی حقیقت کو حاصل کرلیا ہے۔لیکن نجات کا وقت سب کے لیے مختلف ہے،اور اِس کا انحصار ہر ایک کی ''باری''(یونانی،τάγμα / tagma)پر ہے۔

١- کرنتھیوں ١٥:٢٢،٢٣ میں لکھا ہے،

''اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کیے جائیں گے۔لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری(Gk:τάγματι / tagmati,''Squardron'')سے۔''

ایک سے زیادہ قیامتیں ہوں گی۔پہلی باری اُن کی ہوگی جو اُس کے ساتھ بادشاہی اور حکمرانی کرنے کے لیے بلائے گئے ہیں۔(مکاشفہ ٢٠:٤-٦) دُوسرا گروہ اُن ایمان داروں کا ہوگا جو بے ایمانوں کے ساتھ(یوحنا ٥:٢٨؛ لوقا ١٢:٤٦) بڑے سفید تخت کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔(مکاشفہ ٢٠:١١-١٣) ایمان داروں کا دُوسرا گروہ پہلی قیامت میں شامل نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ مسیح کے ساتھ ہزار سالہ بادشاہی میں حکومت کریں گے۔تاہم وہ یقیناً ''بچ جائیں گے مگر جلتے جلتے''(١-کرنتھیوں ٣:١٥)۔یسوع مسیح نے لوقا ١٢:٤٦-٤٩ میں واضح طور پر کہا کہ وہ خادم جنہوں نے دُوسروں کے ساتھ بدسلوکی کی اُن کو اجر دینے سے پہلے کوڑے مارے جائیں گے۔

تیسرا گروہ غیر ایمان داروں کا ہوگا۔اُن کی قیامت کے مکمل ہونے کے بعد شریعت کے مطابق آخری وقت میں ایک یوبلی ہوگی، جہاں تمام مخلوقات خُدا کے فرزندوں کی جلالی آزادی میں آزاد ہوجائیں گے۔(رومیوں ٨:٢١)

عالمگیر یت اور بحالی کے درمیان بنیادی فرق اِلٰہی عدالت کے معاملہ میں ہے؟ اُن میں سے ایک نظریہ کسی بھی قسم کی قیامت کے اہتمام کو غیر ضروری قرار دیتا ہے۔جس میں ماضی کے گناہوں کی کوئی جواب دہی نہیں اور آخر میں رُوحانی بالیدگی کو غیر ضروری اور نامناسب بنادیا جاتا ہے۔دُوسرا نظریہ گناہ کی حقیقت اور اُس کی سنجیدگی پر غور کرتا

ہے، جیسے شریعت تقاضا کرتی ہے۔ بالآخر مخلوقات کے میل ملاپ کے لیے پورا معاوضہ ادا کیا جائے گا، راست بازوں کو ایمان اور ناراستوں کو عدالت، نظم وضبط اور رُوحانی تربیت کے ذریعے بچایا جائے گا۔

خُدا کی عدالت اُس کی شریعت میں قائم ہے۔ شریعت میں کوئی ایسا گناہ نہیں جس کی سزا آگ میں جلانا ہو۔ آگ بذات خود ''آتشی شریعت'' ہے۔ (استثنا ۳۳:۲) اُس کا کلام آگ کی مانند ہے۔ (یرمیاہ ۲۳:۲۹) کیوں کہ اُس کا مقصد حاصل ہونے والی چیز کو پاک، صاف اور غلاظت کو دُور کر کے مکمل کرنا ہے۔ یہ حقیقت خاص طور پر ہمیں ''کوڑے مارنے'' میں نظر آتی ہے جہاں ایمان داروں کا دوسرا گروہ اِس اصطلاح میں آگ کو حاصل کرتا ہے، اگر چہ وہ جسمانی طور پر آگ میں نہ جلائے گئے۔ (لوقا ۱۲:۴۹) یسوع کے اُس بیان کو اِس بات سے اختتام پذیر کرتا ہے۔

''میں زمین پر آگ بھڑکانے آیا ہوں اور لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا!''

یسوع اُس دن کا خواہش مند نہیں تھا جب لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آگ میں اذیت کے لیے چھوڑ دیا جائے گا۔ جو آگ وہ زمین پر بھڑکانے آیا تھا اُسے پچھلی آیات میں بہ طور کوڑے پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے، جو براہ راست استثنا ۲۵:۲،۳ سے لی گئی۔

''اور وہ شریر پٹنے کے لائق نکلے تو قاضی اُسے زمین پر لٹوا کر اپنی آنکھوں کے سامنے اُس کی شرارت کے مطابق اُسے گن گن کر کوڑے لگوائے۔ وہ اُسے چالیس کوڑے لگائے۔ اِس سے زیادہ نہ مارے تا نہ ہو کہ اِس سے زیادہ کوڑے لگانے سے تیرا بھائی تجھ کو حقیر معلوم دینے لگے۔''

وہاں کوڑوں کی ایک مخصوص تعداد تھی جو گناہ گار اپنی بداعمالی کے بدلے پاتا، یہاں

تک کہ کسی مجرم کے غلام بننے کے سالوں کی بھی ایک مخصوص تعداد تھی۔ یوبلی کے قانون نے غلامی اور جائیداد سے محروم ہونے کے سالوں کو زیادہ سے زیادہ انچاس سالوں تک محدود کر دیا۔ (احبار ٢٥:١٠) اِسی طرح یوبلی اور کوڑے مارنے کے قانون میں ہمیں فضل کی جھلک نظر آتی ہے۔ خُدا کے انصاف میں کبھی نہ ختم ہونے والی سزا شامل نہیں ہے۔ اور نہ ہی خُدا کا فضل انصاف کے بغیر ہوتا ہے۔

پس ''آگ کی جھیل'' کے اختتام پر جب ''آگ'' اپنا کام مکمل کر لے گی اور گناہ مکمل طور پر صاف کر دیا جائے گا تو مخلوقات بحال کر لی جائیں گی۔ شریعت کسی کو بھی اذیت کی سزا نہیں دیتی، اذیت صرف انسانی روایات میں ہی جائز ہے۔ بجائے اِس کے غیر ایمان داروں (مجرموں) کو کسی راست آدمی کو بیچ دیا جاتا جو نظم و ضبط اور مشقت کے ذریعے اُن کو راستی کی تعلیم دیتا۔ تاہم پھر بھی مجرموں کے لیے ایک یوبلی ہوتا اُس دن سب قرضہ جات (گناہ کی جواب دہی) منسوخ ہو جاتے اور ہر شخص اپنی ملکیت پر بحال ہو جاتا۔ (احبار ٢٥:٤٠،٤١)

اُس وقت تخلیق کے لیے خُدا کا مقصد پورا ہو جائے گا اور خُدا کامیاب ہو جائے گا نہ کہ ناکام۔

یوبلی فضل کا قانون ہے، جب ہر شخص کا قرضہ منسوخ ہو جاتا، چاہے اُس نے اپنا پورا قرضہ نہ بھی ادا کیا ہو۔ اور اب بھی یوبلی سے پہلے کا وقت گناہ گاروں کی عدالت اور تادیب کا وقت ہے جس کے دوران وہ راست بازی سیکھتے ہیں۔ یسعیاہ ٢٦:٩ میں لکھتا ہے،

''کیوں کہ جب تیری عدالت زمین پر جاری ہے تو دُنیا کے باشندے صداقت سیکھتے ہیں۔''

نبی نے الٰہی عدالت کے مقصد کو سمجھا اور جانا کہ اُسے اِس لیے ترتیب دیا گیا کہ لوگوں کو ''توبہ اور بحالی'' کی طرف لایا جائے، نہ کہ اُن سب کو ہلاک کیا جائے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اذیت میں رکھا جائے۔ شریعت گناہ گاروں کو دُوسروں کے ہاتھوں بیچنے کا بندوبست کرتی۔ (خروج ۲۲:۳) منصف سزا کے عرصہ کا تعین معاوضہ کی رقم کے مطابق کرتا جو مجرم متاثرہ شخص کو ادا کرتا تھا۔ یقیناً اِس معاملے میں قرض کی رقم کسی بھی مجرم کے لیے بہت زیادہ ہوگی۔ قطع نظر وہ کتنے سال خدمت کرتا ہے، اِس سے پہلے کہ وہ اپنی ملکیت میں دوبارہ بحال ہو جو خُدا نے اُس کے لیے تیار کی ہے اُسے ضرور تخلیق کی عظیم یوبلی کا انتظار کرنا ہے۔

سب سے بنیادی نکتہ اِس بات کو سمجھنا ہے کہ شریعت انصاف کے ساتھ ساتھ رحم کا بھی حکم دیتی ہے۔ شریعت کو قائم کرنا گناہ کی عدالت کو محدود کرنا ہے۔ اِسی وجہ سے اکثر عہدِ جدید ''eonian'' عدالت کے بارے میں بات کرتا ہے، جو ایک عرصہ تک رہنے والی عدالت یا زمانے (eon) کا دورانیہ ہے۔ اگر چہ عام طور پر ''αἰώνιον/eonian'' کا ترجمہ ''ابدی'' یا ''دائمی'' غلط کیا گیا، یہ اِس لفظ کے دُرست معنی نہیں ہیں۔

Young's Literal Translation میں، متی ۲۵:۴۶ کا ترجمہ اِس طرح کیا گیا ہے،

" And these shall go away to punishment <u>age-during</u>, but the righteous to life <u>age-during</u>."

ڈاکٹر ینگ نے کہا کہ یونانی کا لفظ ''eonian'' عرصہ سے نسبت رکھتا ہے نہ کہ ہمیشگی سے۔ اگر چہ پوری بائبل مقدس آنے والی عدالت کے بارے میں بات کرتی

ہے لیکن کسی بھی حوالے میں نہ ختم ہونے والی (unending) عدالت کے بارے میں تعلیم نہیں دی جاتی۔ اِس طرح کا خیال انسانی عقل اور شریعت کی غلط تشریح کی وجہ سے پروان چڑھا۔ سکوفیلڈ (Scofield) جیسا انسان اِس بات کو سمجھے بغیر کہ اکثر انسان کے قوانین سخت ہوتے ہیں شریعت کی بے رحم اذیت کی بات کرتا ہے اور اُن کے لیے جہنم کی آگ میں نہ ختم ہونے والی اذیت کے تصورات کو شامل کرتا ہے۔ انسان نے خُدا کے قانون کو بہت زیادہ سخت ترین سمجھا جبکہ اُن کا اپنا قانون خُدا کے قانون سے زیادہ رحم دلانہ ہے۔ یہ ایک غلط احساس ہے جو انسان کے غرور سے پیدا ہوتا ہے۔

باب۳

زمانے

یونانی اسم ''aion'' کا مطلب ''عرصہ'' یا ''زمانہ'' ہے۔ اِس کی توصیفی حالت ''aionios'' ہے، جس کا مطلب ''متعین عرصہ'' یا ''زمانہ یا عرصہ سے متعلق'' ہے۔ چوتھی صدی میں جب جیروم نے یونانی عہد جدید کا لاطینی ترجمہ ولگیٹ (valgute) کیا تو اُس کے پاس یونانی لفظ ''aionian'' کے دو مترادف لاطینی الفاظ تھے۔ وہ دو الفاظ ''aeternum'' اور ''seculum'' تھے۔

لفظ ''aeternum'' اُس جگہ استعمال ہوا ہے جہاں پر ہم اُردو یا انگریزی لفظ ''ابدی/eternal'' دیکھتے ہیں، اور ''seculum'' وہاں استعمال ہوا ہے جہاں پر ہم لفظ ''دُنیوی/worldy'' دیکھتے ہیں۔ لفظ ''Aeternus'' کے دو معنی ہیں: (۱) نہ ختم ہونے والا وقت، (۲) زمانے یا وقت کا ایک متعین عرصہ۔ ہم اِسے ایک عالم کے لکھے ہوئے حاشیہ[1] میں پڑھتے ہیں، جہاں لکھا ہوا ہے۔

> ''لفظ ''ابدی'' اور ''ہمیشگی'' لاطینی لفظ ''aeternus'' اور ''aeternitas'' سے آیا ہے اور یہ الفاظ ''aevum'' سے نسبت رکھتے ہیں، جس کے دونوں معنی ہیں ''نہ ختم ہونے والا زمانہ'' اور ''وقت کا عرصہ'' موخرالذکر معنی کے لیے رائج لفظ ''aetas'' ہے۔''

1. Augustine's city of God, XXV

چوتھی صدی میں آگسٹین (Augustine) جیروم کا ہم عصر تھا۔ لیکن آگسٹین یونانی نہیں جانتا تھا۔ پیٹر براؤن (Peter Brown) اپنی کتاب[1] میں لکھتا ہے:

''آگسٹین کی یونانی سیکھنے میں ناکامی بعد میں رومی تعلیمی نظام کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ ثابت ہوئی۔ زمانہ سابق میں وہ واحد لاطینی فلسفی تھا جو فی الحقیقت یونانی سے ناواقف تھا۔''

اِس لیے جب آگسٹین نے عہد جدید کو لاطینی میں پڑھا تو اُس نے لفظ ''aeternus'' کے معنی ''متعین وقت'' کی بجائے ''نا ختم ہونے والا وقت'' کیے۔ اُس کے علمی مرتبہ کی بنیاد پر لفظ ''aeternus'' کی اِس تعریف کو معیاری قرار دے دیا گیا، اور صدیوں بعد یہ تعریف یونانی کے لفظ ''aionian'' کے مترادف کے طور پر دیکھی جانے لگی۔

تاہم آگسٹین نے خود بعد میں اِس غلطی کی طرف واضح طور پر اشارہ کیا، لیکن کسی بھی ایسے خیال کو دُرست کرنا اکثر مشکل ہوتا ہے جسے ایک بار عوام الناس قبول کر لیتی ہے۔

ڈاکٹر ایف۔ ڈبلیو۔ فیرر (Dr.F.W. Farrar) اپنی کتاب[2] میں لکھتے ہیں:

''چونکہ ''aion'' کا مطلب ''زمانہ'' یا ''عرصہ'' ہے۔ اِس لیے ''aionios'' یقیناً ''عرصہ'' یا ''زمانہ'' سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ دعوی کرتا ہے کہ اِس کا مطلب ضرور ہی ''نا ختم ہونے والا'' یا ''لامتناہی'' ہونا چاہیے تو وہ اُس خیال کی حمایت کر رہا ہے جسے آگسٹین نے عملی طور پر بارہ صدیوں پہلے ترک کر دیا تھا۔''

1. Augustine of Hippo, p. 36
2. Mercy and Judgment, p. 178

کم از کم چار جدید تراجم ایسے ہیں جو لفظ ''aionian'' کو دُرست طور پر پیش کرتے ہیں۔

Young's Literal اِس کا ترجمہ ''age-during'' کرتی ہے۔

Rotherham's the Emphasized Bible میں اِس کا ترجمہ ''age-abiding'' کیا گیا ہے۔

Wilson's Emphatic Daigloth and The Condordant New Testament

اُس یونانی لفظ کو جوں کا توں ''aionian'' ہی لکھتے ہیں۔

میں نے اِن تراجم کا حوالہ اِس لیے دیا تا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں ہوا میں تیر مار رہا ہوں۔ اِس لفظ کا مطلب ''متعین وقت یا عرصہ'' ہے۔ جیسا ڈاکٹر بُلنگر (Dr. Bullinger) نے ''Companion Bible'' کے ضمیمہ ۱۲۹ میں کہا:

''شاید اِسے ہر ایک واقعے کے مطابق بڑھایا یا محدود کیا جا سکتا ہے۔''

اِس کے بارے میں دُوسرے علما کے اقتباسات کے لیے میری کتاب ''الٰہی شریعت کی عدالت'' کے پانچویں باب کا مطالعہ کریں۔

لفظ ''aionian'' کا غلط ترجمہ سب سے زیادہ ''زمانوں'' اور خاص طور پر ''عرصہ'' کو سمجھنے پر اثر انداز ہوا۔ جو کہ آنے والے مسیح کے زمانے کا حوالہ تھا۔ ہم اکثر ''آنے والے زمانوں'' یا ''آنے والے عالم میں'' پڑھتے ہیں۔ مرقس ۱۰:۳۰ پر خاص طور پر غور کریں، جہاں یسوع مسیح فرماتا ہے، ''اور آنے والے عالم (aion) میں ہمیشہ (aionian) کی زندگی۔''

آنے والے زمانے کو وہ مسیح کا زمانہ کہتے ہیں۔ کیوں کہ ہم مسیح کی دوہری آمد کے

بارے میں جانتے ہیں۔ مسیح کی آمد ثانی کے آغاز کے ساتھ ہی ہم مسیحی زمانے کو دیکھتے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ یہ مکاشفہ ۲۰:۶ میں بیان کیا گیا ہزار سالہ بادشاہی کا زمانہ ہے۔ میں اِسے خیام کا زمانہ کہتا ہوں جو پہلی قیامت کے بعد ہوگا۔

وہ غالب آنے والے جو پہلی قیامت میں جی اُٹھیں گے اِس ''زمانہ'' کے دوران سب سے پہلے حیات ابدی حاصل کرنے والے ہوں گے۔ باقی مرنے والے اِس سے بہرہ مند نہیں ہوں گے، لیکن وہ اُس وقت تک انتظار کریں گے جب تک کہ زمانہ مکمل نہیں ہو جاتا۔

لہٰذا، بائبل مقدس ہر جگہ ہمیں ''زمانہ'' میں زندگی کے حصول کے لیے تاکید کرتی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اِس جملہ کا غلط ترجمہ ''ابدی زندگی'' کیا گیا گویا بہ طور ''حیات ابدی''۔ اِس سے ہم نے اِس جملہ کی اصل اہمیت کھو دی۔ جی ہاں، یقیناً اِس میں حیات جاوداں حاصل کرنا شامل ہے، لیکن یہ ہمیں بتا رہا ہے کہ غالب آنے کے لیے جدوجہد کریں تا کہ ہم پہلی قیامت میں اِس غیر فانیت کو حاصل کریں۔ اِس طرح آنے والے ''زمانے'' کے دوران ہمارے پاس غیر فانی زندگی ہوگی اور ہمیں اِس کو حاصل کرنے کے لیے مزید ہزار سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔

مختصراً، متعین عرصہ کی زندگی خاص طور پر وقت کے بارے میں بات کر رہی ہے نہ کہ محض زندگی کی کیفیت کے بارے میں۔ یہ اُس عرصہ میں حیات ابدی ہے نہ کہ محض اپنے آپ میں لافانی۔

متی ۲۵:۴۶ میں لکھا ہے،

''اور یہ ہمیشہ کی سزا پائیں گے مگر راست باز ہمیشہ کی زندگی۔''

یہاں بیان کیے گئے دونوں الفاظ ’’everlasting‘‘ (ہمیشہ) اور ’’eternal‘‘ (ہمیشہ) یونانی کے لفظ ’’aionian‘‘ سے آئے ہیں۔

کیمبرج بائبل کمنٹری جسے اے۔ڈبلیو۔ ارجیئل (A.W. Argyle) نے تحریر کیا وہ متی ۲۵:۴۶ کے بارے میں کہتی ہے:

> ’’ہمیشہ کی سزا آنے والے زمانہ کی سزا کی خصوصیت ہے نہ کہ اِس کا مطلب ہمیشہ کے لیے رہنا ہے۔‘‘ تکنیکی اعتبار سے یہ ہمیشہ کی سزا ایک زمانہ کے لیے مقرر کی گئی جو آنے والے زمانہ کے بعد آتا ہے، کیوں کہ سفید تخت کی عدالت آنے والے زمانے کے اختتام پر ہوگی۔ تاہم مذکورہ بالا ہمیشہ کی زندگی یقیناً اُس جلد آنے والے زمانے کی طرف اشارہ ہے، کیوں کہ یہ غالب آنے والوں کی خواہش ہے کہ آنے والے مسیح کے زمانہ میں زندگی کے وارث بنیں۔

اِس کا کچھ حصہ بہت ہی تکنیکی ہے اِس لیے میں نے کوشش کی کہ اِسے ممکنہ حد تک آسان سے آسان کروں۔ میں پہلے ہی اپنی ایک کتاب ’’قیامت کا مقصد‘‘ میں پہلی قیامت اور ہزار سالہ ’’خیموں کے دور‘‘ کے بارے میں گفتگو کر چکا ہوں۔ اِس لیے میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ میں سے بیشتر لوگ پہلے سے ہی اِس کا بنیادی علم رکھتے ہوں گے۔

میرا اصل نکتہ یہ ہے کہ جب آپ بائبل مقدس میں لفظ ’’ہمیشہ‘‘ (everlasting) یا ’’ہمیشہ‘‘ (eternal) پڑھیں، تو آپ اِن تراجم کو ظاہری قدر کے مطابق نہیں لے سکتے۔ عبرانی کا لفظ ’’olam‘‘ اور اُس کا یونانی مترادف ’’aionian‘‘ ہے، جس کا صحیح معنی ’’زمانہ، وقت کا متعین عرصہ‘‘ ہے۔ یسوع مسیح کے زمانہ میں عبرانی

لوگ آنے والے مسیح کی راہ دیکھ رہے تھے، جس میں وہ ایک عظیم ''سبتی ہزار سال'' میں اپنے لوگوں کے ساتھ زمین پر حکمرانی کرے گا۔ یہ تصور اِس آیت میں بیان کیا گیا ہے، ''عرصہ'' اور ''ابدی بادشاہی''۔ (۲-پطرس۱:۱۱)

یقیناً ''اُس کی بادشاہی'' کا آخر نہ ہوگا۔(لوقا۱:۳۳) لیکن بادشاہی کا زمانہ عظیم عدالت سے پہلے خود ہی آخری زمانہ ہے جو زمین میں ایک بالکل مختلف منظر متعارف کراتا ہے۔ یہ عبرانی جز کلام ''alam va'ad''، ''ابدالآباد'' میں سامنے آیا۔ (یہ لفظ اِن حوالوں میں استعمال ہوا، خروج ۱۵:۱۸؛ زبور۹:۵؛ زبور۱۰:۱۶؛ زبور۴۵:۶؛ دانی ایل۱۲:۳)

جیروم کا ترجمہ جس کی آگسٹین نے غلط تشریح کی اُس نے بڑے پیمانہ پر لاطینی کلیسیا میں زمانوں کی تفہیم کو ختم کر ڈالا، اور یہ بہت سے جدید تراجم میں بھی من وعن آ گئی۔ تاہم چار تراجم ایسے ہیں جو ''aion'' اور ''aionian'' کے حقیقی مطلب کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

اِس بات کی مکمل وضاحت آپ میری کتاب ''الٰہی شریعت کی عدالت'' کے پانچویں باب میں پڑھ سکتے ہیں۔ آپ اِس کتاب کے چھٹے باب میں ابتدائی یونانی آبائے کلیسیا کے بارے میں بھی مطالعہ کر سکتے ہیں، وہاں بتایا گیا ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ گناہ گاروں کی عدالت عارضی ہے اور اُس کا مقصد اُن کو پاک اور صاف کرنا ہے تاکہ وہ بھی بچ سکیں۔

کچھ لاطینی آبائے کلیسیا (جیسے آگسٹین) اِس سے متفق نہیں تھے، اُن کا خیال تھا کہ

عدالت ابدی ہے۔آخر کار رومی کلیسیا نے بعد میں اِن متضاد تعلیمات میں موافقت پیدا کرنے کی کوشش کی ۔ اُنھوں نے نتیجہ نکالا کہ کچھ لوگ ''مقامِ کفارہ'' (Purgatory) میں جائیں گے جبکہ دُوسرے ''جہنم'' میں جائیں گے۔تاہم اِن دونوں معاملات میں انھوں نے آگ کو حقیقی معنوں میں لیا بجائے کہ وہ اُسے الٰہی شریعت کی اصطلاح کے طور پر دیکھتے۔

ایک بار جب ہم اِس بات کو سمجھ لیں کہ ہم نے اپنے آج کے مقام کو کیسے حاصل کیا،تو ہم بڑی آسانی کے ساتھ ماضی کی اغلاط کو دیکھ سکتے ہیں اور اپنے خیالات میں ضروری اصلاحات کر سکتے ہیں۔

باب ۴

ہر ایک گھٹنا جھکے گا

ایک مشہور مسیحی حمد وثنا کا گیت ہے جو پوری دُنیا میں گایا جاتا ہے اُس کے الفاظ کچھ یوں ہیں، ''آؤ، اب پرستش کا وقت ہے۔'' بہت سے حمد یہ گیتوں کی الٰہیات فرسودہ اور اکثر جھوٹی اور گمراہ کن ہوتی ہے، لیکن یہ مخصوص گیت الٰہیاتی سچائی پر مبنی ہے۔ بہت سے مسیحی اِس بات کو نہیں سمجھتے کہ وہ کیا گا رہے ہیں۔ یہ گیت کچھ اِس طرح سے ہے:

ایک دن ہر ایک زبان اُس کا اقرار کرے گی
ہر ایک گھٹنا اُس کے آگے جھکے گا
ایک بہت بڑا خزانہ اُن کے لیے ہے
جو خوشی سے اب تمہیں چنتے ہیں!

اِس کی بنیاد دو حوالوں فلپیوں ۲: ۱۰، ۱۱ اور ا۔ تیمتھیس ۴: ۱۰ پر ہے۔ پہلے حوالہ میں اِس طرح لکھا ہے،

''تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا جھکے۔ خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا۔ خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں۔ اور خُدا باپ کے جلال کے لیے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خُداوند ہے۔''

پولس رسول یکے بعد دیگر یسعیاہ ۴۵: ۲۳۔ ۲۵ کا اقتباس کر رہا تھا، جہاں لکھا ہے،

''میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے۔ کلام صدق میرے منہ سے نکلا ہے اور وہ ٹلے گا نہیں کہ ہر ایک گھٹنا میرے حضور جھکے گا اور ہر ایک زبان میری قسم کھائے گی۔ میرے

حق میں ہر ایک کہے گا کہ یقیناً خُداوند ہی میں راست بازی اور توانائی ہے۔ اُسی کے پاس وہ آئے گا اور سب جو اُس سے بیزار تھے پشیمان ہوں گے۔ اسرائیل کی کل نسل خُداوند میں صادق ٹھہرے گی اور اُس پر فخر کرے گی۔''

یہاں خُدا قَسم کھاتا ہے کہ ہر ایک گھٹنا اُس کے آگے جھکے گا اور ہر ایک زبان اُس کا اقرار کرے گی۔ یقیناً یہ بڑے سفید تخت کی عدالت کے سامنے ہو گا جب کوئی بھی ناراست نہیں رہے گا۔ پھر نبی اپنے زمانہ کے لوگوں سے کلام کرتا ہے۔ پچیسویں آیت میں لکھا ہے، ''اسرائیل کی کل نسل خُداوند میں صادق ٹھہرے گی اور اُس پر فخر کرے گی۔'' (یسعیاہ ۴۵:۲۵)

یہ وہی اسرائیلی ہیں جو ناراست تھے اور خُدا نے پوری قوم کو اسوری غلامی میں بھیج دیا اور قوم کو طلاق دے دی۔ (یرمیاہ ۳:۸) یسعیاہ اُس دن کو دیکھنے کے لیے زندہ تھا اور شاید اِس عظیم طلاق کے بعد اُس نے اِس حوالے کو لکھا۔ یقیناً وہ جانتا تھا کہ اُن اسرائیلیوں میں سے زیادہ تر زمین پر اپنی زندگی کے دوران ایمان سے راست باز نہیں ٹھہریں گے۔ پھر بھی وہ کہتا ہے کہ اُس دن تمام اسرائیلی صادق ٹھہرائے جائیں گے جو کہ ہم جانتے ہیں صرف ایمان سے ہی ہوتا ہے۔

تاہم پھر بھی ہم میں سے بہت سے لوگ یہ یقین کرتے ہیں اُن کے راست باز ٹھہرائے جانے کے باوجود، یہ گناہ گار آنے والی عدالت میں ہمیشہ ہمیشہ کی سزا پائیں گے۔ بائبل مقدس میں ایک بھی ایسا بیان نہیں جس میں بیان کیا گیا ہو کہ کوئی بھی محض اپنی موجودہ زندگی میں ہی بچایا جا سکتا ہے۔ کلیسیا اکثر عبرانیوں ۹:۲۷ کا اقتباس کرتی ہے، ''اور جس طرح آدمیوں کے لیے ایک بار مرنا اور اُس کے بعد عدالت کا ہونا مقرر ہے۔'' اور اِس کی وضاحت میں کہتی ہے کہ صرف یہ زندگی ہی راست باز

ٹھہرائے جانے کا واحد موقع ہے۔لیکن آپ اِس آیت کو خود پڑھیں۔ یہ ایسا نہیں کہتی۔ یہ سچ ہے کہ آدمی ایک بار مرتا ہے،اور جب وہ بڑے سفید تخت کے سامنے جی اُٹھے گا تو پھر عدالت ہو گی۔لیکن پولس رسول کہتا ہے کہ ہر ایک زبان "خُدا باپ کے جلال کے لیے اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے۔" ا۔ کرنتھیوں ۱۲:۳ میں پولس رسول کہتا ہے کہ، "اور نہ کوئی رُوح القدس کے بغیر کہہ سکتا ہے کہ یسوع خُداوند ہے۔" لٰہذا کوئی بھی یہ نہ کہے کہ اُن کا اقرار رُوح القدس کی تحریک کے بغیر ہے۔ پولس رسول دوبارہ رومیوں ۱۰:۹ میں کہتا ہے،

"کہ اگر تو اپنی زبان سے یسوع کے خُداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خُدا نے اُسے مُردوں میں سے جلایا تو نجات پائے گا۔"

یہ خُدا کے جلال اور ایک الٰہی قسم کے ذریعے قائم کیا گیا کہ اُس دن ہر ایک زبان اقرار کرے گی کہ وہ خُداوند ہے۔ اگر وہ یہ اقرار کرتے ہیں تو یہ ایمان کا عمل ہے جو رُوح القدس کی قدرت سے کیا گیا۔ اصل میں یہ ناقابل تصور ہے کہ جب کوئی بھی خُدا کی مکمل قدرت اور اُس کے جاہ وجلال کا سامنا کرے تو وہ اُس پر ایمان لانے سے انکار کر سکتا ہے۔ دُنیا میں بیداری کے بہت سے ایسے واقعات رونما ہوئے جہاں لوگ گلی میں زمین پر اپنے گناہوں کے اقرار کے لیے گر پڑے جب وہ اُس عمارت کے پاس سے گزر رہے تھے جہاں خُدا کا رُوح ایک طاقت ور طریقہ سے عمل کر رہا تھا۔ اور ایسا جاہ وجلال والے سفید تخت کے سامنے کی جانے والی عدالت میں کتنا زیادہ ہوگا؟

جب میں جوان تھا، تو اکثر میں یہ بیان سنتا تھا کہ "کوئی بھی دُوسرا موقع نہیں" ٹھیک ہے، ایک طرح سے یہ دُرست ہے، خُدا کسی بھی چیز کو موقع پر نہیں چھوڑتا۔ لیکن

شریعت خود لوگوں کو راست باز ٹھہرانے کا دُوسرا موقع فراہم کرتی ہے۔ عیدِ فسح صلیب پر خُدا کے برّے کی خوشی ہے جو دُنیا کے گناہ کے لیے قربان ہوا۔ ہم آج بھی فسح مناتے ہیں، لیکن اپنے گھروں کی چوکھٹوں پر خون لگانے کے ذریعے سے نہیں بالکل اپنے دل اور ذہن (گھر) پر حقیقی برّے کا خون لگانے سے۔ اِسی طرح ہم ایمان کے ذریعے راست باز ٹھہرتے ہیں۔

لیکن گنتی ۹:۹۔۱۱ میں خُدا نے موسیٰ پر ظاہر کیا کہ اگر ایک آدمی پہلے مہینے میں فسح نہیں منا سکا تو اُسے دُوسرے مہینے میں منا سکتا ہے۔ یہ راست باز ٹھہرائے جانے کے دُوسرے موقع کے بارے میں پیشین گوئی کرتی ہے۔

"اور خُداوند نے موسیٰ سے کہا۔ بنی اسرائیل سے کہہ کہ اگر کوئی تم میں سے یا تمہاری نسل میں سے کسی لاش کے سبب سے ناپاک ہو جائے یا وہ کہیں دُور سفر میں ہو تو بھی وہ خُداوند کے لیے عیدِ فسح کرے۔ وہ دُوسرے مہینے کی چودھویں تاریخ کی شام کو یہ عید منائیں۔"

ہمارے لیے اِس کا اطلاق یہ ہے: ایک شخص موت کو چھو رہا ہے (مردہ آدمی) یہ بالآخر ہمارے فانی بدنوں کو ظاہر کرتا ہے۔ "موت کا بدن" (رومیوں ۷:۲۴) راست باز وہ ہیں جو موت سے زندگی میں آئے ہیں۔ (۱-یوحنا ۳:۱۴) اور وہ کلام کے وسیلہ سے پاک ہیں جو اُن سے کیا گیا۔ (یوحنا ۱۵:۱۳) ناراست ابھی تک مردہ جسم کو چھونے کی وجہ سے ناپاک ہیں۔ تاہم پھر بھی بعد میں وہ موسیٰ کی شریعت کے مطابق دُوسرا موقع حاصل کریں گے، جو رحیم خُدا کو ظاہر کرتا ہے۔

ثانیاً، اگر ایک شخص لوقا ۱۵ باب کے مسرف بیٹے کی طرح لمبے سفر پر ہے تو اُسے بھی دُوسرا موقع ملے گا کہ وہ عیدِ فسح کو منائے۔ یہ انتظام بنی نوع انسان کی کثرت کے مفاد

کے لیے کیا گیا جو ابھی تک اپنے گناہوں میں مردہ ہیں اور اُن کے دل خُدا سے دور ہیں۔

جب خُدا کوئی قَسم کھاتا ہے، تو ہمیں چاہیے کہ ہم خاص طور پر اُس پر دھیان دیں۔ یسعیاہ ۴۵ باب میں اُس کی قَسم کی بنیاد کسی بھی قسم کے حالات پر منحصر نہیں۔ یہ محض ایک بیان ہے کہ خُدا اپنی مرضی سے کیا کرے گا۔ یہ اپنی ماہیت کے اعتبار سے گنتی ۱۴:۲۱ میں بیان کی گئی قَسم سے مماثل ہے، جہاں اُس نے قَسم کھائی ''لیکن مجھے اپنی حیات کی قَسم اور خُداوند کے جلال کی قَسم جس سے ساری زمین معمور ہوگی۔''

یہ قَسم انسان کی مرضی یا جسم کی مرضی پر منحصر نہیں ہے بلکہ یہ صرف خُدا کی مرضی پر منحصر ہے۔(یوحنا ۱:۱۳) اِس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کسی کو بھی راست باز ہونے کے لیے مجبور کرتا ہے، بلکہ وہ ہر ایک کو اُس کی مرضی اور خواہش سے راست باز ٹھہرائے گا۔

کچھ لوگ اپنی زندگی میں راست باز ٹھہرائے جائیں گے جبکہ زیادہ تر سفید تخت کے سامنے راست باز ٹھہرائے جائیں گے۔جنہوں نے اُسے پہلے سے قبول کر لیا وہ اُس کے مطابق اجر پائیں گے۔جنہوں نے اُسے بعد میں قبول کیا وہ ''خود بچ جائیں گے مگر جلتے جلتے۔''(۱۔ کرنتھیوں ۳:۱۵)

یہ ہمیں ایک دُوسرا مصرعہ فراہم کرتی ہے جس پر اِس گیت کی بنیاد ہے جس کا اقتباس ہم نے پہلے کیا۔ ۱۔ تیمتھیس ۴:۱۰ میں لکھا ہے،

''کیونکہ ہم محنت اور جانفشانی اِسی لیے کرتے ہیں کہ ہماری اُمید اُس زندہ خُدا پر لگی ہوئی ہے جو سب آدمیوں کا خاص کر ایمان داروں کا منجی ہے۔''

اُس نے یہ نہیں کہا کہ خُدا سب آدمیوں کا منجی ہے، میرا مطلب ہے کہ سب ایمان داروں کا۔ یہاں لفظ ''خاص'' کر استعمال کیا گیا ہے۔

سٹرونگ کونکورڈینس (Strong's Condordance) اِس لفظ "μάλιστα /malista" (۳۱۲۲) کے معنی کے بارے میں کہتی ہے، "کثیر (بہت زیادہ تعداد میں) یا "مخصوص"۔

پولس رسول دوبارہ یہی اصطلاح فلپیوں ۴:۲۲ میں استعمال کرتا ہے، وہ کہتا ہے، "سب مقدس خصوصاً قیصر کے گھر والے۔" بالفاظ دیگر، قیصر کے گھرانے کی طرف سے خاص سلام، لیکن سب مقدسوں نے بھی سلام بھیجا تھا۔

اِسی طرح وہ "سب آدمیوں کا خاص کر ایمان داروں کا منجی ہے۔" ایمان داروں کے لیے ایک خاص نجات ہے، لیکن وہ سب آدمیوں کو بچائے گا۔

بالکل اُسی گیت کی طرح، "ایک بہت بڑا خزانہ اُن کے لیے ہے جو خوشی سے اب اُس کو چنتے ہیں۔" غالب آنے والے اُس کے ساتھ حکمرانی کرنے کے لیے پہلی قیامت میں جی اُٹھیں گے۔ ایمان دار کو اجر دیا جائے گا اور غیر ایمان داروں کی سفید تخت کے سامنے عدالت ہوگی۔ لیکن بالآخر سب کو بچالیا جائے گا۔

باب ۵

آدم بہ مقابلہ مسیح

پولس رسول کی قیامت کے بارے میں مکمل تعلیم ا۔کرنتھیوں ۱۵ باب میں پائی جاتی ہے۔پہلی اکیس آیات بہ طور ایک فریسی اُس کی ابتدائی تربیت کے یکساں طریقہ میں قیامت کو ثابت کرتی ہیں۔ یہاں بنیادی فرق یہ ہے کہ وہ اُسے یسوع کے جی اُٹھنے کے وسیلہ سے ثابت کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات تھی جسے کرنے کی کوئی بھی فریسی جرات نہیں کرسکتا تھا۔اُن کے فرقہ کے مخالف صدوقی قیامت کے تصور کی تردید کرتے تھے۔ وہ یونانیوں کے اِس تصور سے متاثر تھے کہ مادہ بدی ہے اور نسلِ انسانی کا حتمی مقصد یہ ہے کہ وہ اِس بدن سے چھٹکارا حاصل کریں۔اُن کا خیال تھا کہ موت ہمیں اِس فنا کے بدن سے آزاد کردیتی ہے، تاکہ اگر ہم اِس قابل پائے جائیں تو ہم آسمان پر جا کر رُوحانی بدن میں زندگی گزار سکتے ہیں۔اور اگر ہم اِس قابل نہ پائے گئے، تو وہ دوبارہ جسمانی بدن حاصل کرکے اخلاقی ارتقا کے ذریعے کاملیت حاصل کرنے کا ایک اور موقع حاصل کریں گے۔

ا۔کرنتھیوں ۱۵:۲۲،۲۳ میں پولس اِس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ ہم بھی جی اُٹھیں گے مسیح کے جی اُٹھنے کو استعمال کرنے کے بعد، وہ اپنی تعلیمات کو اگلے درجہ تک لے کر جاتا ہے اور جی اُٹھنے کی وسعت کے بارے میں بات کرتا ہے: ''اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کیے جائیں گے۔لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے۔ [Gk: τάγματι / tagmati, ''Squardron'']

یہاں پولس رسول ''آدم'' کا ''مسیح'' کے ساتھ موازنہ کرتا ہے جو دو مختلف شخصیات ہیں۔آدم نے گناہ کیا؛ مسیح نے گناہ نہ کیا۔آدم کا گناہ تمام نسلِ انسانی پر موت لانے کا سبب بنا اور تمام مخلوقات بطالت کے اختیار میں کر دی گئیں؛ مسیح کی راست بازی نے سب کو زندگی دی اور تمام مخلوقات کو آزاد کر دیا۔

اِس موازنے کی حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان کا عمل تخلیق کے اُوپر اثر ڈالتا ہے۔تاہم لفظ ''جیسے'' کا مطلب ہے کہ اُس کی مانند۔آدم اور مسیح ایک جیسے نہیں ہیں: گناہ اور راست بازی بھی ایک جیسے نہیں ہیں اور موت اور زندگی ایک دُوسرے کے برعکس ہیں۔ صرف ایک ہی سچائی اِن دونوں کو مماثل کرتی ہے کہ ''سب'' ہی اِن دو اشخاص سے متاثر ہوئے۔جیسے آدم کا گناہ تمام نسلِ انسانی کے لیے موت کا سبب بنا اور اُن کو بطالت کے اختیار میں کر دیا (رومیوں ۸:۲۰)، اُسی طرح مسیح کی راست بازی نے سب کو زندگی دی اور تمام مخلوقات کو آزاد کر دیا۔''مخلوقات بطالت کے اختیار میں کر دی گئی تھی،'' یہ اُن کی مرضی، انتخاب یا فیصلہ کی وجہ سے نہ ہوا۔یہ آدم کے گناہ کی وجہ سے ہوا نہ کہ اُن کے اپنے گناہ کی وجہ سے۔

یہ اختیار یا سربراہی کے قانون کی وجہ سے ہوا۔کسی ایسے شخص کے فیصلے جو صاحب اختیار ہے اُس کے اچھے یا بُرے اثرات اُس کے ماتحتوں پر لازم ہوتے ہیں۔اِسی لیے رومیوں ۵:۱۲ میں لکھا ہے،

''پس جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دُنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اِس لیے (eph ho/ἐφ' ᾧ) سب نے گناہ کیا۔''

پولس رسول رومیوں پانچویں باب میں واضح کرتا ہے کہ آدم کا گناہ ہم سب سے

منسوب ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ ہم سب آدم کے گناہ کے لیے جواب دہ ہیں جیسے ہم نے اُسے کیا ہے۔ہم قانونی طور پر مجرم ہیں، اِسی لیے سب انسانوں کوآدم کے گناہ کی سزا ملی۔ وہ سزا موت یا فنا پذیری تھی۔ فانی اور موت کے قبضہ میں ہونے کی وجہ سے ہم اخلاقی طور پر کمزوراور بیمار ہو گئے ،اور اِس کی وجہ سے ہم گناہ کے ماتحت ہو گئے اورہم نے موت کو حاصل کرلیا،''اِس لیے سب نے گناہ کیا۔''

زیادہ تر تراجم میں اس آیت کا آغاز جیروم کے لاطینی ولگیٹ کی طرح ہوتا ہے، جہاں لکھا ہے،'' اِس لیے سب نے گناہ کیا'' یا'' کیونکہ سب نے گناہ کیا''۔ یہ سب دُرست نہیں ہے۔ہم گناہ کرتے ہیں کیوں کہ ہم فانی ہیں، اِس کے علاوہ کوئی دُوسرا طریقہ نہیں۔ اِس سے پہلے کہ ہمیں گناہ کرنے کا موقع ملتا ہم فنا پذیری کی حالت میں پیدا ہوئے۔ ہم آدم کے گناہ کی وجہ سے فانی ہیں، نہ کہ اپنے گناہ کی وجہ سے۔

ترجمہ کرنے والوں نے پولس رسول کو غلط سمجھا کیوں کہ اُن کا خیال تھا کہ پولس رسول نے غلطی کی ہے۔اُن کا خیال تھا کہ وہ رومیوں ۶:۲۳ '' گناہ کی مزدوری موت ہے'' میں اپنی کہی ہوئی بات کی تردید کر رہا ہے۔ وہ اِس بات کو نہ سمجھے کہ آدم کے گناہ کی مزدوری پہلی موت (فناپذیزی) تھی۔ جو سب آدمیوں میں پھیل گئی۔ اور ہمارے اپنے گناہوں کی مزدوری دُوسری موت ہے جو بڑے سفید تخت کے سامنے شریعت کی عدالت ہوگی۔ پھر کیسے مترجم پولس رسول کی بات کو غلط (متفق نہ ہوئے) سمجھے؟ اِس کا آغاز سولہ سو سال پہلے ہوا۔

جب جیروم نے چوتھی صدی عیسوی میں لاطینی ترجمہ ولگیٹ کیا،تو اُس نے رومیوں ۵:۱۲ کے آخری جزو کا ترجمہ''کیوں کہ سب نے گناہ کیا''(because all have sinned) کی بجائے''اس لیے کہ سب نے گناہ کیا''(on which all sinned) کیا۔

دی جیروم بلیکل کمنٹری (The Jerome Biblical Commentary)
اِس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ اِس ترجمے نے پولس رسول کی اپنی ہی ایک آیت میں تضاد کے ذریعے ایک سنجیدہ مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔

''اِس ترجمہ کی وجہ سے اکثر ایک مشکل درپیش آتی ہے اور ایسا لگتا ہے پولس رسول کا رومیوں ۵:۱۲ کا آخری حصہ پہلے حصہ کے برعکس ہے۔ آیت کے آغاز میں گناہ اور موت کو آدم سے منسوب کیا گیا ہے لیکن آخر میں موت انسان کے کاموں کی وجہ سے معلوم ہو رہی ہے۔''

جیروم کے ترجمہ کی غلطی بہت سے جدید مترجمین میں بھی اُسی طرح آگے منتقل ہوگئی۔ بہت کم لوگ سمجھے کہ پولس دو قسم کی موت کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ پہلی موت آدم کے گناہ کا نتیجہ تھی؛ اور دُوسری موت ہمارے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے۔

نکتہ یہ ہے کہ آدم کی خطا مسیح پر آ گئی، جس کی راست بازی اور صلیب پر نیک عمل نے تمام نسلِ انسانی کو زندگی دی۔ یہ دونوں اعمال ہماری مرضی اور ذات سے باہر سر انجام دیئے گئے۔ اُسی طرح اگرچہ ہم اپنی مرضی کے تشکیل پانے سے پہلے آدم کے گناہ میں شامل ہو گئے، بالکل اُسی طرح ہم مسیح کے راست عمل سے اُس کی نجات میں بھی شامل ہیں۔ جس طرح آدم کے گناہ کا نتیجہ ہر ایک آدمی کی موت ہوا، اُسی طرح مسیح کی راست بازی آخر میں ہر ایک انسان کی زندگی کا سبب ہوگی۔

ا۔ کرنتھیوں ۱۵:۲۳ میں دیا گیا واحد انتباہ یہ ہے: ''لیکن ہر ایک اپنی اپنی باری سے'' سب لوگ ایک ہی وقت میں حیات ابدی کو حاصل نہیں کریں گے۔ یسوع نے عالمگیر میل ملاپ کی حقیقت کو قائم کیا، لیکن وقت کا تعین ہماری مرضی اور ہمارے اعمال سے

1. The Jerome Biblical Commentary, p. 307

ہو گا۔ غالب آنے والے پہلی قیامت میں (مکاشفہ ۲۰:۴۔۶) ہمیشہ کی زندگی (ایک عرصہ کے لیے زندگی) حاصل کریں گے۔ تا کہ وہ اُس کے ساتھ ہزار سالہ خیموں کے زمانے میں حکمرانی کریں۔

باقی رہ جانے والے ایمان داروں کو ہزار سالہ کے ختم ہو جانے پر زندگی (حیات ابدی) دی جائے گئی۔ یہ عمومی قیامت کا وقت ہو گا، جب وہ سب مُردے جو ابھی تک قبروں میں ہوں گے، ''اُس کی آواز سن کر نکلیں گے'' (یوحنا ۵:۲۸، ۲۹)۔ اِس میں غیر ایمان دار اور بقایا رہ جانے والے ایمان دار دونوں شامل ہوں گے جو پہلی قیامت میں شامل نہ ہوئے۔ وہ لوگ جنہوں نے زمین پر اپنی زندگی کے دوران مسیح کا انکار کیا وہ نسلِ انسانی کی اُس کثیر تعداد کے ساتھ شامل ہوں گے جن کو اپنی زندگی میں مسیح کے بارے میں سننے کا موقع نہ ملا۔ وہ بڑے سفید تخت کے سامنے بہ طور خُداوند اُس کا اقرار کریں گے۔ لیکن اِس کے باوجود اُن کا انصاف اُن کے اعمال کے مطابق کیا جائے گا (مکاشفہ ۲۰:۱۳) کیوں کہ تمام گناہ بہ طور قرض شمار کیے گئے۔ پھر عظیم منصف ہر ایک شخص کے گناہ اور اُس کی سمجھ کے درجہ کے مطابق اُس کے ''قرض'' کا شمار کرے گا۔ (لوقا ۱۲:۴۸) اور پھر وہ خروج ۲۲:۳ میں شریعت کے مطابق اُن کو ''بیچ'' دے گا۔ اُن کا خریدار غالب آنے والا یسوع مسیح ہو گا، جسے اختیار اور ذمہ داری دی جائے گی کہ وہ اپنی شخصی مثال سے اور اگر ضروری ہو تو قوت سے اُن کو راست بازی کے بارے میں سکھائے گا۔ یہ فیصلہ تخلیق کی یوبلی تک قائم رہے گا۔

بائبلی غلامی کے اُس وقت (بہ طور زر خرید غلام) کے ذریعے ہی شریعت قرض داروں کا انصاف کرے گی۔ شریعت کے تمام فیصلوں کو ''آگ'' کہا گیا ہے۔ ان فیصلوں کی

مجموعی حیثیت کو ''آگ کی جھیل'' (مکاشفہ ۲۰:۱۴) کہا گیا ہے۔

کسی کو بھی اذیت نہیں دی جائے گی، کیوں کہ اذیت بائبلی شریعت کا فیصلہ نہیں ہے، اور نہ ہی یہ رُوح کے پھلوں میں سے ایک ہے، اور نہ ہی یہ مسیح میں ظاہر کیے گئے خُدا کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔ کچھ کو لوقا ۱۲:۴۸ میں یسوع مسیح کی بیان کی گئی تمثیل کے قانون کے مطابق چالیس کوڑے مارے جائیں گے۔ لیکن یسوع نے اِسے انچاسویں آیت میں ''آگ'' کہا۔

تمام گناہ گار شریعت کے مقروض ہیں اور اُن کو مسیح کے بدن کو ''بیچ'' دیا جائے گا، وہ بہ طور ''خادم'' یا ''زرخرید غلام'' اُن کے اختیار میں ہوں گے۔ کیوں کہ وہ کامل طور پر مسیح کی محبت کو ظاہر کریں گے۔ اِس لیے وہ ہر ایک کے ساتھ خُدا کی محبت کے مطابق پیش آئیں گے اور اُن کی یہ ذمہ داری ہو گی کہ وہ اُن کو خُدا کی راہوں کے بارے میں سکھائیں۔ اِسی لیے یسعیاہ ۲۶:۹ میں لکھا ہے،

''کیوں کہ جب تیری عدالت زمین پر جاری ہے تو دُنیا کے باشندے صداقت سیکھتے ہیں۔''

آگ خُدا کا کلام ہے، جس میں ''آتشی شریعت'' شامل ہے (استثنا ۳۳:۲) یہ خُدا کے راست کردار کا اظہار ہے، کیوں کہ اُس نے اپنے آپ کو اسرائیل کے سامنے بہ طور آگ ظاہر کیا۔ وہ ''بھسم کرنے والی'' آگ ہے۔ (استثنا ۴:۲۴) جب وہ آگ کے بپتسمہ میں آتا ہے، تو اُس کا مقصد ''بدن'' کو مُردہ کرنا اور ہمارے فانی بدنوں کو زندہ کرنا ہوتا ہے۔ (رومیوں ۸:۱۱)

آگ خُدا کا جلال بھی ہے جو اِس طرح زمین کو ڈھانپے گی جس طرح پانی سمندر کو ڈھانپتا ہے۔ پانی سمندر کے سو فیصد حصے کو ڈھانپتا ہے اِسی طرح اُس کا جلال بھی

زمین کے سو فیصد حصے کو ڈھانپے گا۔

آج مخلوقات گناہ کے تسلط سے کراہتی ہے۔ اور وہ کمال آرزو سے خُدا کے بیٹوں کے ظاہر ہونے کی راہ دیکھتی ہے۔ (رومیوں ۸: ۱۹) نہ صرف بنی نوع انسان بلکہ تمام مخلوقات یسوع مسیح کے راست اثرات سے متاثر ہوں گی۔ جیسے آدم کو سب اشیا کے اُوپر اختیار اور حکمرانی دی گئی اُسی طرح مسیح جو پچھلا آدم ہے اُسے بھی سب چیزوں پر اختیار اور حکمرانی دی گئی۔

جب آدم نے گناہ کیا تو اُسے، اُسی کی بیوی اور بچوں کو اُس قرض کے لیے بیچ دیا گیا جو وہ ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اصل میں اُن کی تمام ملکیت کو اُن کے قرض کے لیے بیچ دیا گیا۔ اور یہ قرض ادا کرنے کے لیے ابھی تک نا کافی ہے۔ یسوع نے متی ۱۸: ۲۵ میں ایک تمثیل میں اس کے بارے میں بات کی،

"مگر چوں کہ اُس کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ تھا اِس لیے اُس کے مالک نے حکم دیا کہ یہ اور اِس کی بیوی بچے اور جو کچھ اِس کا ہے سب بیچا جائے اور قرض وصول کر لیا جائے۔"

یسوع بہ طور پچھلا آدم لعنت کو ختم کرنے اور اُس قرض کو پورا ادا کرنے آیا جو آدم ادا نہ کر سکا۔ ایسا کرنے سے اُس نے نہ صرف آدم اور اُس کی بیوی اور بچوں کو چھڑایا بلکہ پوری مخلوقات کو بھی چھڑا لیا۔ ہر وہ چیز جو آدم میں کھو گئی تھی وہ مسیح میں چھڑا لی گئی۔ اِسی لیے ا۔ یوحنا ۲: ۲ میں لکھا ہے،

"اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دُنیا کے گناہوں کا بھی۔"

فرض کریں آپ نے سامان سے بھرا ایک اسٹور خریدا۔ اور جب اُس پر قبضہ کرنے کا

وقت آئے اور آپ اُس اسٹور میں جائیں تو کیا آپ مطمئن ہوں گے اگر شلفز پر صرف چند چیزیں رکھی ہوئی ملیں۔ یقیناً نہیں، اگر آپ پورا اسٹور خرید تے ہیں تو آپ اُس وقت تک مطمئن نہیں ہو سکتے جب تک آپ اُن تمام چیزوں کو حاصل نہیں کر لیتے جن کے لیے آپ نے قیمت ادا کی۔ یسوع نے اپنے خون کے وسیلہ سے پوری دُنیا کے گناہ کا کفارہ ادا کیا جو کہ پوری مخلوقات سے زیادہ قیمتی ہے۔ وہ اُس وقت تک مطمئن نہیں ہوگا جب تک وہ اُن تمام چیزوں کو حاصل نہیں کر لیتا جن کو اُس نے خریدا ہے۔

متی ۱۳:۴۴ میں یسوع نے ہمیں ایک مختصر تمثیل کے ذریعے سکھایا کہ صلیب پر اُس کے کام کا اثر کتنا وسیع ہے:

”آسمان کی بادشاہی کھیت میں چھپے خزانہ کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے پا کر چھپا دیا اور خوشی کے مارے جا کر جو کچھ اُس کا تھا بیچ ڈالا اور اُس کھیت کو مول لے لیا۔“

اڑتیسویں آیت میں یسوع نے کہا ”کھیت دُنیا ہے“۔ ہم خروج ۱۹:۵ کے مطابق جانتے ہیں کہ اسرائیل خُدا کی خاص ملکیت تھی۔ اُس تمثیل میں یسوع خود ”آدمی“ ہے، جو اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تلاش کر رہا ہے۔ (حزقی ایل ۱۱:۳۴) جب ایک آدمی کھیت میں چھپے ہوئے خزانے کو پا لیتا ہے تو قانوناً وہ خزانہ اُس کھیت کے مالک کا ہوتا ہے۔ اِسی وجہ سے تمثیل میں بیان کیا گیا شخص اُس خزانے کو کھیت خریدنے کے بغیر نہیں لے سکتا تھا۔ ایسا کرنا چوری کے مترادف تھا۔

چناں چہ یسوع نے اسرائیل کو ڈھونڈ لیا اور اُس ”مخصوص خزانے“ کو حاصل کرنے کے لیے اُس نے اُس کھیت (دُنیا) کو خرید لیا۔ پس، چاہے کوئی بہ طور قوم اسرائیل کو وہ خزانہ کہے یا مسیحیوں کو، یہ دُنیا میں پوشیدہ نسلِ انسانی کے ایک حصے کی نمائندگی کرتا

ہے۔ ہمارے خیالات کے قطع نظر، ایک چیز واضح ہے: یسوع نے اُس خزانے کو حاصل کرنے کے لیے پوری دُنیا کو خرید لیا۔

سب چیزیں آدم کے اختیار میں تھیں (پیدایش ۱:۲۶۔۲۸)۔ زبور ۸:۶ میں دوبارہ اسے دہرایا گیا، ''تو نے سب کچھ اُس کے قدموں کے نیچے کر دیا ہے۔'' آدم نے سب کچھ کھو دیا، لیکن پچھلے آدم نے سب کچھ چھڑا لیا۔ چناں چہ عہد جدید عبرانیوں ۲:۶۔۸ میں اِس کا اطلاق مسیح پر کرتا ہے، جس کے قدموں کے نیچے سب چیزیں قانونی طور پر کر دی گئیں۔ دراصل عہد جدید میں زبور ۸:۶ کا اکثر اقتباس کیا گیا ہے۔ اِس لیے اِسے مطالعہ بائبل کے سب سے اہم تصورات کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔

باب ٦

سب چیزیں اُس کے پاؤں تلے

جب خُدا نے سب چیزوں کو تخلیق کیا تو اُس نے تخلیق کے ہر مرحلہ میں ''اچھا'' کہا اور پھر آخر میں ''بہت اچھا'' (پیدایش ۱:۳۱) کہا۔ گناہ تخلیق میں نہیں بنایا گیا تھا بلکہ یہ بعد میں ایک حملہ تھا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان نے سوچنا شروع کر دیا کہ تخلیق میں گناہ فطری ہے اِسی لیے سب معاملات بدی سے پُر ہیں۔

بہت جلد اُنھوں نے اِس غلط فہمی کے متعلق مختلف تصورات قائم کر لیے، جس میں ہمیشہ نیکی اور بدی، روشنی اور تاریکی، رُوح اور مادہ آپس میں ایک دُوسرے کے خلاف تھیں۔ اور کہا گیا کہ انسان کی گراوٹ روشنی میں تاریکی اور نیکی میں بدی کی آمیزش کی وجہ سے ہوئی۔ پس اُنھوں نے کہا کہ تاریخ کا منطقی مقصد اِن دونوں مخالف ''سلطنتوں'' کو اُن کے دائرہ اختیار میں الگ الگ کرنا ہے۔

اِس دوہرے تصور کی وجہ سے یہ فرض کر لیا گیا کہ ''نیکی اور بدی'' ابدی بادشاہیاں ہیں جو ہمیشہ ساتھ ساتھ رہیں گی۔ تاریخ کا حتمی مقصد انسانوں کو جنت یا جہنم میں الگ الگ کرنا ہے۔ اور اِس طرح تمام بدی اور تاریکی خُدا کی تخلیق میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بہ طور ایک دھبہ موجود رہے گی۔

پانچویں صدی عیسوی میں کلیسیا نے اِس غیر بائبلی عقیدہ سے گہری وابستگی قائم کر لی اور اِسے اپنی تعلیمات میں باضابطہ طور پر قبول کر لیا اور جن لوگوں نے اِس کی تردید کی اُنھیں ایذا رسانی کا شکار کیا۔ مسیحی تصورات کی تاریخ میں یہ سب سے بڑا المیہ تھا۔

میرے خیال سے گناہ عارضی ہے۔ کیوں کہ اِس کا ایک آغاز تھا، اور اِس کا ایک اختتام بھی ہو گا۔ ''بحالی'' کا پورا تصور یہ معنی رکھتا ہے تاریخ وہ عمل ہے جس کے ذریعے خُدا سب چیزوں کی جیسے وہ ابتدا میں تھیں اپنے پاؤں کے نیچے بحالی سے پہلے گناہ کے نتائج ہم پر ظاہر کر رہا ہے۔ اِس عمل کے ذریعے ہم اور زیادہ پختگی کو حاصل کرتے ہیں جیسی ہم اپنے معصومانہ آغاز میں رکھتے تھے۔ ہم پیدایش ۱:۲۶ میں پڑھتے ہیں ''پھر خُدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں اور وہ سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور چوپایوں اور تمام زمین اور سب جان داروں پر جو زمین پر رینگتے ہیں اختیار رکھیں۔''

یہ انسان کو دیا جانے والا اختیار تھا، اور یہاں سے ہی انسان کے اختیار کا آغاز ہوا، یہ اختیار خدا کی خودمختاری کے ماتحت عمل کرتا تھا۔ یقیناً گناہ نے انسان کو شریعت کی نظر میں مقروض بنا دیا اور اِسی لیے اُسے ''گناہ کی غلامی'' کے لیے ''بیچ'' دیا گیا (رومیوں ۶:۱۷)۔ اُس کے ساتھ اُس کے بیوی بچے اور پوری نسل کو بھی بیچ دیا گیا۔ تکنیکی اعتبار سے، وہ خود زمین پر بیچا گیا اور اِس بات نے اُسے ایک زمینی انسان بنا دیا۔ اِسی لیے پیدایش ۳:۱۷ میں کہا گیا ہے، ''زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔'' انیسویں آیت میں لکھا ہے، ''تو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا جب تک کہ زمین میں تو پھر لوٹ نہ جائے اِس لیے کہ تو اُس سے نکالا گیا ہے۔'' الٰہی شریعت میں (خروج ۲۲:۱۔۴) اگر چور مطلوبہ معاوضہ ادا نہ کر سکتا تو اُسے ''چوری کے لیے بیچا جاتا''۔ اصل میں جس شخص نے چور کو خریدا اُس نے ایک مخصوص وقت کے لیے اُس کی مزدوری کو خرید لیا۔ اِس لیے اُسے چور کے ذمہ واجب الادا معاوضہ بھی

متاثر شخص کو ادا کرنا پڑتا۔

حقیقت یہ تھی کہ آدم کو اپنی موت تک زمین پر مشقت کرنی پڑتی اور اِس طرح زمین اُس پر دعویٰ کرسکتی تھی۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس معاملہ میں زمین قانونی ''چھڑانے والا'' تھی۔ یقیناً زمین آدم کے گناہ کے معاوضہ کو ادا کرنے سے قاصر تھی۔ اِسی لیے زمین ''لعنت'' کے ماتحت ہوگئی۔ لعنت کا دور ہمیشہ چار سو چودہ (۴۱۴) سال کے دورانیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اِسی لیے زمین پر پانی کا طوفان (معاوضہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے) ۴۱۴x۴ سالوں کے بعد آیا۔ پیدایش کی کتاب کے پانچویں باب میں بیان کیے گئے نسب نامے ثابت کرتے ہیں کہ طوفان آدم سے ۱۶۵۶ یا ۴۱۴x۴ سال بعد آیا۔

شریعت مخلصی کے اصول کو بھی ظاہر کرتی ہے، کیوں کہ جو قرض دار کو (اُس کے قرض سمیت) خریدتا اُسے ''چھڑانے والا'' کہا جاتا۔ یقیناً یسوع عظیم نجات دہندہ تھا۔ جس نے آدم اور پوری دُنیا کے گناہ کا کفارہ ادا کیا (ا۔یوحنا ۲:۲)۔ جو زمین نہیں کرسکتی تھی یسوع نے وہ کیا۔ پولس رومیوں کے خط کے چھٹے باب میں اِس کی وضاحت کرتا ہے، جہاں وہ مخلصی کی شریعت کے ذریعے راست بازوں کو یاد دلایا ہے کہ اب وہ گناہ نہ کرنے کے لیے آزاد ہیں کیوں کہ وہ قیمت سے خریدے گئے ہیں۔

اب وہ مسلسل گناہ کرنے کی بجائے اپنے نئے مالک کی خدمت کے لیے آزاد تھے۔ چھڑانے کا قانون احبار ۲۵:۵۳ میں اِسے واضح کرتا ہے۔ جہاں چھڑائے ہوئے قرض دار کو کہا گیا ہے، ''اور وہ اُس مزدور کی طرح اپنے آقا کے ساتھ رہے اِس کی اُجرت سال بہ سال ٹھہرائی جاتی ہو۔'' یہ ہی چھڑانے والا ہے۔ چھڑانے کا قانون قرض دار کو آزاد نہیں کرتا، بلکہ اُسے ایک نیا مالک دے دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر، کیوں کہ

یسوع نے ہمیں چھڑایا اِس لیے اب ہم اُس کی خدمت کے لیے ہیں اور ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم گناہ میں زندگی جاری رکھیں تا کہ فضل زیادہ ہو۔ ہم صرف گناہ کے حکم (شریعت) سے آزاد ہوئے ہیں جسے یہاں بہ طور ہمارا سابقہ آقا فرض کیا گیا ہے۔

ہم واپس اپنے اصل مقصد کی طرف آتے ہیں۔ اپنے گناہ کی وجہ سے آدم نے زمین پر اپنے اختیار کو کھو دیا۔ اور اُسی وقت زمین کو اُس پر اختیار دے دیا گیا۔ احبار ۲۵:۴۹ میں بیان کیا گیا ''چھڑانے کا قانون'' قرض دار کے لیے موقع فراہم کرتا کہ وہ اپنی آزادی کے لیے ادا کرے، وہاں لکھا ہوا ہے، ''اگر وہ مال دار ہو جائے تو وہ اپنا فدیہ دے کر چھوٹ سکتا ہے۔'' یقیناً حتمی معنوں میں کوئی شخص اپنے آپ کو گناہ کی غلامی سے چھڑا نہیں سکتا۔ یہ ایک نا قابل ادا قرض ہے۔ اِسی وجہ سے پوری دُنیا شریعت کے ماتحت آ گئی۔ یعنی شریعت کی سزا کے ماتحت، اِس نے زمین پر انسان کی غلامی کا حکم صادر کر دیا۔

یسوع چھڑانے کے حق کے ساتھ بہ طور ہمارا ''قرابتی چھڑانے والا'' آیا۔ وہ ابرہام کی نسل اور بہ طور خون اور گوشت آدم کے ساتھ رشتہ قائم کرنے آیا۔ (عبرانیوں ۲:۱۴) چھڑانے کی قیمت اُس کی زندگی اور صلیب پر اُس کا خون تھا۔ جسے قبول کیا گیا اور وہ نسلِ انسانی کے اُس تمام قرض سے قیمتی تھا جو اُنھوں نے گناہ کے لیے کبھی بھی کیا۔ تاہم وہ نسلِ انسانی اور تمام مخلوقات کو نجات دلانے کی اِس قیمت کو ادا کرنے کے لیے رضامند تھا۔

پھر چھڑانے کے قانون کی بنیاد پر تمام تخلیق اُس کی خادم بن گئی کیوں کہ اُس نے یہ اپنے خون سے خریدا اور الٰہی حق کے اختیار کو حاصل کیا جسے آدم نے کھو دیا تھا۔ ہم عبرانیوں ۲:۷-۹ میں پڑھتے ہیں،

" تو نے اُسے فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا۔تو نے اُس پر جلال اور عزت کا تاج رکھا اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اُسے اختیار بخشا۔تو نے سب چیزیں تابع کر کے اُس کے پاؤں تلے کر دیں ہیں۔پس جس صورت میں اُس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تو اُس نے کوئی چیز ایسی نہ چھوڑی جو اُس کے تابع نہ کی ہو مگر ہم اب تک سب چیزیں اُس کے تابع نہیں دیکھتے۔البتہ اُس کو دیکھتے ہیں جو فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا گیا یعنی یسوع کو کہ موت کا دکھ سہنے کے سبب سے جلال اور عزت کا تاج اُسے پہنایا گیا ہے تا کہ خُدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کے لیے موت کا مزہ چکھے۔"

اِس حوالہ کا پہلا نصف زبور ۸: ۴-۶ کا اقتباس ہے جو آدم کے زمین پر اختیار کا تسلسل ہے۔عبرانیوں کی کتاب اِس کا اطلاق یسوع پر کرتی ہے اور ہمیں بتاتی ہے کہ سب چیزیں (panta) اُس کے تابع کر دی گئیں۔ "سب" کی ہمارے فائدہ کے لیے مزید وضاحت کر دی گئی تا کہ ہم کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔"پس جس صورت میں اُس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تو اُس نے کوئی چیز ایسی نہ چھوڑی جو اُس کے تابع نہ کی ہو۔"

"مگر ہم اب تک سب چیزیں اُس کے تابع نہیں دیکھتے۔" (آیت ۸) ابھی تک زمین پر بہت گناہ اور سرکشی ہے۔تاہم اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اُس نے اُن کو پہلے سے نہیں خریدا۔نہ ہی اِس کا یہ مطلب ہے کہ وہ آخر میں ہلاک ہوں گے۔یہ اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حقیقت میں وہ پہلے اُس کے تابع نہیں ہوئے تھے۔لیکن عالمگیر میل ملاپ کی حقیقت پہلے سے ہی صلیب پر قائم ہو چکی ہے۔لیکن زمین پر اِس کے ظاہر ہونے میں کچھ وقت لگے گا۔

پولس رسول دوبارہ زبور ۸ کا اقتباس کرتے ہوئے مسیح کے اختیار کی وسعت کے بارے

میں افسیوں ۱:۲۱-۲۳ میں بات کرتا ہے۔

''اور ہر طرح کی حکومت اور اختیار اور قدرت اور ریاست اور ہر ایک نام سے بہت بلند کیا جو نہ صرف اِس جہاں میں بلکہ آنے والے جہان میں بھی لیا جائے گا۔ اور سب کچھ (panta) اس کے پاؤں تلے کر دیا اور اُس کو سب چیزوں کا سردار بنا کر کلیسیا کو دے دیا۔''

۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۲۲-۲۸ میں پولس سب چیزوں کی بحالی کے تصور کو انتہائی تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ سب سے پہلے، وہ بائیسویں آیت میں اِس دعویٰ کو قائم کرتا ہے۔

''اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کیے جائیں گے۔''

مابعد، وہ ظاہر کرتا ہے کہ سب کو ایک ہی ''وقت'' پر زندہ نہیں کیا جائے گا۔ تیئسویں آیت میں لکھا ہے، ''ہر ایک اپنی اپنی باری سے'' ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ لفظ ''باری'' کے لیے یونانی لفظ ''Tagma'' ہے جس کے معنی ''اسکوارڈن'' کے ہیں۔ پولس وضاحت کرتا ہے کہ آخر کار مسیح ''جب تک کہ وہ سب دشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لے آئے اُس کو بادشاہی کرنا ضرور ہے۔'' (۲۵ آیت) جملہ ''اُس کے پاؤں تلے'' کا مطلب ہے کہ وہ اُس کے ماتحت ہوں گے، تاکہ وہ اُس کے خادم بن جائیں۔ بالآخر پولس اِس معاملہ کے انجام کو افشا کرتا ہے کہ اُس کی بادشاہی میں تمام نسلِ انسانی مسیح کے تابع ہو جائے گی۔ آیات ۲۶، ۲۷ میں لکھا ہے،

''سب سے پچھلا دشمن جو نیست کیا جائے گا وہ موت ہے۔ کیوں کہ خُدا نے سب کچھ اُس کے پاؤں تلے کر دیا ہے۔''

یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ سب سے پچھلا دشمن جو نیست کیا جائے گا وہ موت ہے یہ سب سے آخر میں نیست کی جائے گی نہ کہ سب سے پہلے۔ زیادہ تر جدید

علم الآخرت (eschatology) کی بنیاد اِس تصور پر ہے کہ مسیح بہت جلد واپس آئے گا اور اُس وقت سب مقدسین زندہ کیے جائیں گے اور اِس طرح موت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تاہم کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اِس طرح کہنے سے سچائی کے قریب آجاتے ہیں کہ مسیح ہزار سالہ بادشاہی سے سفید تخت تک حکمرانی کرے گا اور اُس وقت عمومی قیامت پر موت نیست ہو جائے گی۔ بالفاظ دیگر، وہ کہتے ہیں ہزار سالہ بادشاہی کے اختتام پر سب چیزیں اُس کے پاؤں تلے کر دی جائیں گی۔

اِس تصور کے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ پھر بڑے سفید تخت کی عدالت کے بعد بھی ''دوسری موت'' موجود ہے۔ (مکاشفہ ۲۰: ۱۴)، جو ناراستوں کے لیے ''آگ کی جھیل'' ہے۔ پولس موت کو نیست کرنے کے لیے اپنے بیان میں موت کی دو اقسام میں فرق نہیں کرتا۔ اِس بات نے یہ ابہام پیدا کیا کہ کون سی موت نیست ہوئی۔ لیکن اگر ہم اِس کو بہ طور عام موت تصور کرتے ہیں تو پھر ضرور ہی دوسری موت کا حوالہ دینا چاہیے نہ کہ پہلی موت کا۔

یہ مسئلہ تب ہی واضح ہوتا ہے جب ہم موت کے نیست ہونے کو ستائیسویں آیت میں سب چیزیں اُس کے پاؤں تلے ہونے سے جوڑتے ہیں:

'' کیوں کہ خُدا نے سب کچھ اُس کے پاؤں تلے کر دیا ہے مگر جب وہ فرماتا ہے کہ سب کچھ اُس کے تابع کر دیا گیا تو ظاہر ہے کہ جس (خُدا باپ) نے سب کچھ اُس کے تابع کر دیا وہ الگ رہا۔ اور جب سب کچھ اُس کے تابع ہو جائے گا تو بیٹا خود اُس کے تابع ہو جائے گا جس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تا کہ سب میں خُدا ہی سب کچھ ہو۔'' (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۲۷۔۲۸)

عبرانیوں ۲: ۶۔۸ اور افسیوں ۱: ۲۱۔۲۳ کی یہ آیات ظاہر کرتی ہیں نسلِ انسانی اور

تخلیقات پر اُس کی حکمرانی کی وسعت میں کوئی استثنیٰ نہیں ہے۔ کلسیوں ۱:۱۶۔۲۰ میں اِن الفاظ کے ساتھ اس تصور کو تقویت دی گئی ہے۔

''کیوں کہ اُسی میں سب چیزیں (Ta Panta) پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی۔ دیکھی ہوں یا اَن دیکھی۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات سب چیزیں اُسی کے وسیلہ سے اور اُسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں۔۔۔۔ اور اُس کے خون کے سبب سے جو صلیب پر بہا صلح کر کے سب چیزوں کا اُسی کے وسیلہ سے اپنے ساتھ میل کر لے۔ خواہ وہ زمین کی ہوں خواہ آسمان کی۔''

دُوسرے لفظوں میں خُدا نے ''سب چیزوں'' کو تخلیق کیا اور پھر اُس نے صلیب کے ذریعے اُن کا اپنے ساتھ میل کر لیا۔ اکثر لوگ ''سب چیزوں'' کے تصور پر اعتراض کرتے ہیں اصل میں اُن کے کہنے کا مطلب ہے کہ آپ کو اُنہیں سیاق وسباق میں لینا چاہیے'' وہ اِس بات پر زور دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے، آئیں ''سب چیزوں'' کو سیاق وسباق میں دیکھتے ہیں۔ اِس کا سیاق وسباق واضح کرتا ہے زمین اور آسمان کی سب چیزیں خُدا نے پیدا کیں دیکھی ہوں یا اَن دیکھی، بشمول تخت یا ریاستیں۔ براہ کرم مجھے بتائیں پولس نے تخلیق کا کون سا حصہ چھوڑا ہے؟ پولس رسول کے واضح الفاظ پر یقین کرنے سے انکار کے لیے سنجیدہ اندھے پن کی ضرورت ہے۔

غور کریں کہ کیسے سب چیزوں کی بحالی کے متعلق کلام مقدس میں مختلف طریقوں سے سکھایا گیا ہے۔ اولاً، یوبلی کا قانون ہے جو عدالت کے اختتام پر تمام قرض (گناہ) کو معاف کر دیتا ہے۔ ثانیاً، گنتی ۱۴:۲۱ میں خُدا کی قسم ہے کہ ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہوگی۔ ثالثاً، یسوع نے کہا کہ اگر وہ زمین سے اونچے پر چڑھایا جائے گا تو وہ سب کو اپنے پاس کھینچ لے گا۔ اربعاً، پولس فلپیوں ۲:۱۰، ۱۱ میں یسعیاہ کا

اقتباس کرتا ہے کہ، ''ہر ایک گھٹنا جھکے۔۔۔۔۔۔اور خُدا باپ کے جلال کے لیے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خُداوند ہے۔''

خامساً، پولس نے اِس بات کو ظاہر کرنے کے لیے کہ ''سب چیزیں'' مسیح کے پاؤں تلے ہو جائیں گی بہت سی جگہوں پر زبور ۸ کا اقتباس کیا ہے۔

لوگوں کے پولس رسول کی تعلیمات کو ناگوار محسوس کرنے کی صرف یہی ایک وجہ ہے، کیوں کہ اصل میں وہ نہیں چاہتے کہ سب گناہ گاروں کو بچایا جائے۔ وہ اُن ''رُوحوں کو بچانے'' کے لیے چرچ کو اپنا پیسہ دیتے ہیں۔جنہیں وہ کبھی بھی نہیں ملے۔ لیکن وہ نہیں چاہتے کہ کچھ مخصوص لوگوں کو بچایا جائے، کیوں کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کی سزا کے مستحق ہیں۔

اِس پر تین بنیادی اعتراضات کیے جا سکتے ہیں۔ پہلا یہ کہ کچھ لوگ اتنے گناہ گار ہیں کہ اُن کا شریعت کا قرض مسیح کے خون سے بھی زیادہ ہے۔اِس کے مطابق مسیح کا خون پوری دُنیا کے گناہ کا کفارہ ادا کرنے کے لیے ناکافی ہے۔

دُوسرا اعتراض یہ ہے کہ مسیح نے پوری دُنیا کے گناہ کا کفارہ ادا کیا لیکن انسان کی مرضی کی وجہ سے یہ زیادہ لوگوں تک پہنچ نہ سکا۔ یہ گنتی چودھویں باب میں موسیٰ کی منظر کشی تھی۔ خُدا کا جواب یہ تھا کہ پوری دُنیا اُس کے جلال سے معمور ہو گی، نہ کہ فقط بہ طور قوم صرف اسرائیلی۔

تیسرے اعتراض میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ خُدا پوری دُنیا کو پیار نہیں کرتا کہ وہ تمام مخلوقات کو اپنے خون کے وسیلہ سے خریدے۔ یہ کفارہ کا محدود تصور ہے۔ اِس میں کہا گیا ہے کہ خُدا نے صرف کچھ لوگوں کو نجات کے لیے منتخب کیا ہے، اور یہ اُس کی مطلق العنان مرضی کی وجہ سے ہوا اور وہ باقی سب لوگوں کو ختم کر دے گا۔لیکن یسوع نے یوحنا ۳:۱۶

میں کہا، کیوں کہ خُدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی۔''

وہ لوگ جو تمام نسلِ انسانی کو نجات یافتہ نہیں دیکھنا چاہتے اصل میں ابھی تک وہ مسیح جیسی عقل نہیں رکھتے، وہ لوگ جو اپنے دلوں میں اُن لوگوں کے خلاف حسد اور کینہ رکھتے ہیں جنہوں نے ماضی میں اُن سے بدسلوکی یا ظلم کیا تو وہ لوگ ابھی تک مسیح کی محبت سے واقف نہیں۔

لیکن وہ لوگ جو بائبل کے خُدا اور مسیح کی محبت کو جان چکے ہیں وہ اِس بات کو سمجھتے ہیں کہ خُدا آج اور آنے والے وقت میں اُس کے ساتھ بادشاہی کرنے کے لیے اُن کی تربیت کر رہا ہے۔

باب ۷

چھڑانے کے قوانین

جب ہم فلپائن میں بہ طور مشنری کام کر رہے تھے، تو ہم نے بہت دفعہ گیت ''مسیح ہمارا نجات دہندہ'' گایا۔ میری ماں جو سویڈش تھیں اُنھوں نے ہمیں ایک قدیم سویڈش گیت سکھایا، ''میرا نجات دہندہ بننے کے لیے خُدا کا شکریہ'' مجھے یہ بھی یاد ہے کہ فریڈ روہل، روئے تھامس اور روئے کا باپ اپنی بھرپور آوازوں میں یہ گیت گاتے یہ قدیم گیت فلپس بلیس نے ۱۸۷۶ء میں اِس عنوان سے لکھا،

''میں اپنے نجات دہندہ کے لیے گاؤں گا۔''

''گاؤ، گاؤ، میرے نجات دہندہ کے لیے گاؤ،

اپنے خون سے اُس نے مجھے خرید لیا۔

صلیب پر، اُس نے میری معافی پر مہر کی،

میرا فدیہ ادا کیا اور مجھے آزاد کیا۔''

شاید یہ فرض کیا گیا تھا کہ ہم نے نجات دہندہ کی تعریف کو سمجھ لیا ہے، لیکن میں کسی ایک بھی پیغام اور بائبل سٹڈی کی کلاس کو رد نہیں کرتا جس میں ہمیں سکھایا گیا کہ اصل میں چھڑانے والا کون ہے۔ اِس سے کئی دہائیوں بعد میں نے موسوی شریعت میں اِسے دریافت کیا اور اِس قابل ہوا کہ اِس کا اطلاق اپنی ذات اور تمام مخلوق پر کروں۔ آپ کسی بھی چیز کو خرید سکتے ہیں، لیکن آپ آزاد صرف اُسے ہی کر سکتے ہیں جسے آپ نے پہلے سے خریدا ہے۔ میری زندگی کے ابتدائی ایام سے ہی مجھے یہ سکھایا گیا ہم گناہ

میں پیدا ہوئے اِس لیے ہم ابتدا سے ہی ''کھوئے'' ہوئے ہیں۔ میرا ایمان تھا کہ حقیقت میں یسوع مجھے کبھی بھی قبول نہیں کرسکتا جب تک میں راست باز نہ بنوں اور نیک کام نہ کروں اور اپنا آپ اُسے نہ دے دوں۔

مجھے ایسا لگا کہ اُس نے مجھے خرید لیا ہے، لیکن میری زندگی میں میرے تصورات کی وجہ سے وہ میرا حقیقی چھڑانے والا نہ بنا، میرا خیال تھا کہ یا تو بائبل میں سقم ہے یا میں اپنے بائبلی فہم میں غلط ہوں۔

جی ہاں، بائبل اِس کشمکش میں جیت گئی، وہ حقیقت میں میرا چھڑانے والا ہے کیوں کہ میں تخلیق کا حصہ ہوں جو اُس نے تخلیق کے حق سے خریدا۔ بالفاظ دیگر، یہ تصویر کسی بھی شخص سے بڑی تھی۔ جب آدم غلامی میں ''بیچ'' دیا گیا، تو اُس کے بچے بھی اپنی پوری ملکیت (تخلیق) کے ساتھ بیچ دیئے گئے۔ اِس لیے یسوع اُن چیزوں کو چھڑانے آیا جو اُس کی ملکیت تھیں لیکن بعدازاں وہ الٰہی شریعت کے مطابق بیچ دی گئیں اور میں اُس کا حصہ ہوں جس کا وہ ابتدا سے مالک ہے۔

بائبل کا آغاز اِس آیت سے ہوتا ہے، ''خُدا نے اِبتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا۔''

یہ آیت خُدا کی ملکیت اور اُن مخصوص اختیارات کو قائم کرتی ہے جو ملکیت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جیسا ایک گیت میں گایا گیا ہے، ''یہ میرے باپ کی دُنیا ہے'' اِس لیے آدم کے گناہ کی ادائیگی کے لیے تمام چیزیں کائناتی دکانِ مرتہن (Cosmis Pawn Shop) میں بیچ دی گئیں۔ کائنات اپنی تمام دولت اور فطری وسائل کے باوجود اپنے چھوٹے سے گناہ کی بھی ادائیگی نہیں کرسکی تھی۔ اِس لیے ہم شریعت کے مطابق غلامی کے وقت میں داخل ہو گئے۔

اگر ایک آدمی گناہ کا معاوضہ ادا نہیں کرسکتا، ''تو وہ چوری کے لیے بیچا جائے۔''

(خروج ۲۲:۳) اگر قرض دار کسی غیر قرابتی کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا جو قرض دار سے پیار نہیں کرتا، اور وہ قرض دار غلام کی فلاح و بہبود کی بجائے صرف اپنی دولت میں اضافے کے بارے میں سوچتا ہے۔ لیکن اِس حالت کے تریاق کے طور پر قرابتی کو چھڑانے کا حق دیا گیا، (احبار ۲۵: ۴۷-۴۹) جب تک اُس کے پاس قرض ادا کرنے کے لیے کافی رقم نہیں ہو جاتی۔ احبار ۲۵: ۴۸ میں لکھا ہے،

''تو بک جانے کے بعد وہ چھڑایا جا سکتا ہے۔ اُس کے بھائیوں میں سے کوئی اُسے چھڑا سکتا ہے۔''

آپ نے دیکھا ایک دوست کے پاس قرض دار کو چھڑانے کے لیے رقم ہو سکتی ہے، لیکن اُس کے پاس چھڑانے کا حق نہیں، غلام کا مالک اُسے کسی بھی قیمت پر کسی غیر قرابتی کے ہاتھوں بیچ سکتا تھا۔ غلام کے مالک کا اُسے فروخت کرنے سے انکار کا حق دوست کے اُسے خریدنے کے حق سے بالاتر ہے۔ لیکن اگر ایک قرابتی قرض کی ادائیگی کے لیے بقیہ رقم لے کر آجاتا ہے تو غلام کے مالک کے پاس اُسے اپنے پاس رکھنے کا کوئی اختیار نہیں۔ رشتے دار کے چھڑانے کا حق غلام کے مالک کا اُسے اپنے قبضہ میں رکھنے کی خواہش پر فوقیت رکھتا ہے۔

جب ہم اِس کا اطلاق یسوع کے بہ طور ''دُنیا کا چھڑانے والا'' کرتے ہیں تو یہ بہت ہی اہم قانون ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ یسوع بہ طور خون اور گوشت کا انسان بن کر آیا۔ عبرانیوں ۲:۱۱ میں لکھا ہے، ''اِسی باعث وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔'' چودھویں اور پندرھویں آیات میں لکھا ہے۔

''پس جس صورت میں کہ لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خود بھی اُن کی طرح

اُن میں شریک ہوا تا کہ موت کے وسیلہ سے اُس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو تباہ کر دے۔ اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار رہے اُنہیں چھڑالے۔''

سولھویں آیت میں مزید کہا گیا ہے کہ وہ خاص طور پر بہ طور ابرہام کی نسل آیا۔ یوں وہ دو طرح سے بہ طور ایک نزدیک کا قرابتی ہوا۔ اولاً، اُس نے خون اور گوشت آدم کے چھڑانے والے کے طور پر قرابتی کی شرط کو پورا کیا۔ ثانیاً، اُس نے بہ طور آدم کی نسل اسرائیل کو چھڑانے والے کی شرط کو پورا کیا۔

یہاں ہمارا بنیادی مقصد اِس سچائی کو بیان کرنا ہے کہ وہ بہ طور خون اور گوشت ابن آدم بن کر آیا، تا کہ آدم کے نزدیک کے قرابتی کے چھڑانے کے حق کو یقینی بنائے۔ شریعت کہتی ہے کہ اُس کے پاس آدم سے لے کر تمام نسلِ انسانی کو چھڑانے اور اُن تمام چیزوں کو واپس حاصل کرنے کا قانونی حق ہے جو وہ کھو چکا تھا۔

اِس کے بہت سے مفاہیم ہیں۔ فرض کریں آپ نے کسی چیز کو اُس کے تمام مشمولات سمیت چھڑایا۔ پھر جب آپ اِس کا دعویٰ کرنے آئے، تو آپ کو بتایا گیا کہ اِس کا کچھ حصہ رہتا ہے۔ کیا آپ مطمئن ہوں گے؟ یقیناً نہیں، یسوع نے اپنی تخلیق کی گئی ہر ایک چیز کو کائناتی دکان مرتہن میں فروخت ہونے سے پہلے چھڑا لیا۔ یہ کرنے کا اُس کے پاس ایک طریقہ تھا، اگرچہ مخلوقات اپنی ذات میں آدم کے گناہ کا کفارہ ادا نہیں کر سکتی تھیں۔ یقیناً اُس کی زندگی اور اُس کا خون اُن تمام گناہوں سے زیادہ مقدم ہے جو آدم سے لے کر اخیر زمانہ تک ہوئے۔

اِس لیے یسوع کے پاس تمام مخلوقات کو چھڑانے کا ایک طریقہ تھا، اور بہ طور نزدیک کا قرابتی اُس کے پاس چھڑانے کا قانونی حق بھی تھا۔ اِس میں صرف ایک سنجیدہ سوال

باقی رہتا ہے: کیا یسوع اصل میں تمام مخلوقات کو چھڑانا چاہتا تھا یا کیلونزم (Calvinism) کی تعلیمات کے مطابق اُس نے اپنے خون کے وسیلہ صرف کچھ چیزوں کو چھڑایا؟

یقیناً یہ خُدا کی محبت کی وسعت پر ایک سوال ہے۔ کیا وہ اپنی بنائی ہوئی تمام چیزوں سے پیار کرتا ہے؟ کیا وہ واقعی سب کو بچانا چاہتا ہے۔ یا صرف اُس نے ابتدا سے اِس بات کا تعین کیا کہ اُن کے کچھ حصے کو وہ بچائے گا اور باقی ہمیشہ کی آگ میں جلنے کے لیے چھوڑ دے گا؟

کتنی دفعہ میں نے یہ آیت سنی کہ ''خُدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔'' (یوحنا ۱۶:۳) اور اِس آیت کے ساتھ اکثر اِس بات کو بھی جوڑا جاتا ہے کہ خُدا کی یہ خواہش ہے کہ وہ سب کو بچانا چاہتا ہے۔ لیکن اُس کے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں، ''کیوں کہ وہ ایک عادل خُدا ہے۔''

دُوسرے لفظوں میں بڑی محبت سے وہ سب کو بچانا چاہتا ہے، لیکن شریعت اُس کے راستے میں آڑے آجاتی ہے۔ ''وہ محبت کرنے والا خُدا ہے، لیکن اِس کے ساتھ وہ عادل و منصف بھی ہے۔'' اُس کا انصاف اُسے اجازت نہیں دے گا کہ وہ مخلوقات کو بچائے۔ شریعت کو پڑھنے کے بعد میں اِس سے متفق نہیں ہوتا۔ شریعت یسوع کی طرف ہے! چھڑانے کا قانون بہ طور نزدیک کا قرابتی اجازت دیتا ہے کہ وہ اُن تمام چیزوں پر دعویٰ کرے جو اُس نے خریدی ہیں۔ اِس میں کسی قسم کی بے انصافی نہیں ہے۔

وہ لوگ جو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ یہ چھڑانے کے قانون سے علاقہ نہیں رکھتا، تو چھڑانے والے کے لیے صرف واحد شرط یہ ہے کہ اُس کے پاس قرض کی ادائیگی کے لئے کافی رقم ہو۔ پس، مسئلہ کہاں ہے؟ اِس میں کوئی بھی قانونی رکاوٹ نہیں ہے۔

تاہم ایک چیز ہے جس کے بارے میں شریعت کوئی حکم نہیں دیتی۔ وہ یہ نہیں کہتی کہ اُس آدمی کو فوراً ہی اُس کا رشتہ دار چھڑا لے۔ اِس میں وقت کے مخصوص تعین کا ذکر نہیں۔ شریعت ہمیں صرف یہ بتاتی ہے کہ اگر قرض دار اُن سالوں میں نہیں چھڑایا جاتا تو پھر اُسے ضرور ہی سال یوبلی کے موقع پر آزاد کر دیا جائے۔ احبار ۲۵:۵۴ میں لکھا ہے،

''اور اگر وہ اِن طریقوں سے چھڑایا نہ جائے تو سال یوبلی میں بال بچوں سمیت چھوٹ جائے۔''

غلامی کا عرصہ چھڑانے کا امکانی عرصہ ہے۔ لیکن چھٹکارے کے یہ سال اُس وقت ختم ہو جاتے جب چھٹکارے کا قانون یوبلی کے ذریعے ختم ہو جاتا۔ یوبلی کے قانون کے تحت تمام قرض دار ہر انچاس سال کے بعد ضرور ہی غلامی سے آزاد ہو جاتے۔ احبار ۲۵:۸۔۱۰ میں ہمیں سالِ یوبلی کے بارے میں بتایا گیا ہے،

''اور تو برسوں کے سات سبتوں کو یعنی سات گنا سات سال گن لینا اور تیرے حساب سے برسوں کے سات سبتوں کی مدت کل انچاس سال ہوں گے۔۔۔۔۔ اور تم انچاسویں برس کو مقدس جاننا اور تمام ملک میں سب باشندوں کے لیے آزادی کی منادی کرانا۔ یہ تمہارے لیے یوبلی ہو۔ اِس میں تم میں سے ہر ایک اپنی ملکیت کا مالک ہو اور ہر شخص اپنے خاندان میں پھر شامل ہو جائے۔''

برسوں کے سات سبتوں کے اختتام پر سالِ یوبلی کا اعلان کیا جاتا اور تمام قرض فقط فضل کی بدولت معاف کر دیئے جاتے۔ اِس قانون نے دائمی قرض اور گناہ کی نہ ختم ہونے والی سزا کی ممانعت کی۔ کلام مقدس میں یہ فضل کا قانون ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ہم اِس منصوبہ کو حقیقی زندگی میں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں، تو زیادہ تر لوگ اُس کے چھڑانے کو قبول نہیں کرتے، اور اُس کے انتظام کو

نظرانداز کرتے ہیں یا اُنھوں نے اپنے آپ کو خود چھڑانے کی کوشش میں اُسے رد کر دیا ہے۔

خُدا اپنی محبت کے برعکس زبردستی اُن پر چھٹکارے کو لاگو نہیں کرے گا۔لیکن وہ جانتا ہے کہ آخر میں چھٹکارے کے وقت کے بعد، اُس وقت سب گناہوں کا انصاف ہو جائے گا۔اور وہ یوبلی کے قانون کے تحت تمام مخلوقات پر اپنے اختیار اور حکومت کو قائم کرے گا۔

وہ سب کچھ جو ابتدا سے اُس کا تھا بحال ہو جائے گا۔یوبلی کے قانون کے بارے میں یہ لکھا ہے، ''اور اگر وہ اِن طریقوں سے چھڑایا نہ جائے تو سالِ یوبلی میں بال بچوں سمیت چھوٹ جائے۔''(احبار۲۵:۵۴)

باب ۸

چار جان داروں کے ساتھ عہد

بائبل مقدس بالخصوص پہلوٹھے کے حق کی تاریخ کے بارے میں بات کرتی ہے، جس میں اختیار کا حکم بھی شامل کیا گیا، زمین پر حکمرانی کرنے کا اختیار جو آدم سے اُس کی آنے والی نسلوں کو منتقل کیا جانا تھا۔ اِس اختیار کا خاتمہ یسوع مسیح پر ہوا جس کے پاؤں کے تلے سب چیزیں کر دی گئیں۔

اِسی وجہ سے بائبل مقدس زیادہ تر اسرائیل اور یہوداہ کی تاریخ کے بارے میں بات کرتی ہے، اور اِس میں دُوسری اقوام کا ذکر صرف اُس وقت ہوا جب وہ اسرائیل کے رابطے میں آئیں۔ لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ خُدا کو دُوسری اقوام سے کوئی سروکار نہیں۔ آدم کو عالمگیر اختیار دیا گیا نہ فقط مشرق وسطیٰ میں واقع کہیں ایک چھوٹے سے باغ پر۔ اِسی طرح یہی عالمگیر اختیار یسوع مسیح کو دیا گیا جو سب کے اُوپر حکمران ہے۔ یسعیاہ ۵۴:۵ میں لکھا ہے، ''اسرائیل کا فدیہ دینے والا تمام رُوی زمین کا خُدا ہے۔''

بائبل مقدس سب چیزوں کو اُس کے پاؤں تلے کرنے کے عظیم منصوبہ کو قائم کرنے کے لیے تدریجی ترتیب میں پانچ مخصوص عہود کے بارے میں بات کرتی ہے۔ خُداوند کا کلام ہمیشہ پورا ہو گا، اِس کے ساتھ ساتھ خُدا نے بہت سے ''وعدے'' اور ''قسمیں'' بھی کھائیں۔ بائبل مقدس میں پہلی دفعہ پیدائش ۹:۹، ۱۰ میں لفظ ''عہد'' نوح کے ساتھ استعمال کیا گیا۔

'' دیکھو میں خود تم سے اور تمہارے بعد تمہاری نسل سے۔ اور سب جان داروں سے جو

تمہارے ساتھ ہیں کیا پرندے کیا چوپائے کیا زمین کے جانور یعنی زمین کے اُن سب جانوروں کے بارے میں جو کشتی سے اُترے عہد کرتا ہوں۔''

یہ عہد صرف نوح اور اُس کے بیٹوں (انسانوں) سے نہیں تھا، بلکہ پرندوں، چوپایوں اور زمین کے سب جانوروں سے تھا۔ وہ سب اِس عہد سے مستفید ہوں گے۔ لیکن اِس سے بھی بڑھ کر جان داروں کی یہ چار اقسام پوری دُنیا کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اِس عہد کی وسعت سولھویں آیت میں بیان کی گئی ہیں، ''زمین کے سب طرح کے جان داروں کے درمیان ہے۔'' سترہویں آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ عہد ''میں اپنے اور زمین کے کل جان داروں کے درمیان قائم کرتا ہوں۔''

نویں اور سترہویں آیات میں اِس بات کی مسلسل تکرار کی گئی ہے تا کہ ہم اِس عہد کی عالمگیر وسعت کو سمجھ سکیں۔ اِس تکرار سے حیرت ہوتی ہے کہ خُدا جانتا تھا کہ زیادہ تر لوگ اِس سے محروم ہو سکتے ہیں۔

چار اقسام کا اِس لیے ذکر کیا گیا ہے کیوں کہ جانوروں کی ہر ایک قسم نمایاں مقام رکھتی ہے یا وہ منفرد مخلوق ہے۔ نوح اور اُس کے بیٹے عمومی طور پر'' انسان'' کو ظاہر کر تے ہیں؛ پرندوں کا بادشاہ ''عقاب'' ہے؛ چوپایوں کا بادشاہ ''بیل'' ہے؛ اور جنگلی جانوروں کا بادشاہ ''شیر'' ہے۔ پھر یہ ہی مخلوقات مکاشفہ ۴:۷ میں خُدا کے تخت کے چوگرد بہ طور تخلیق کی نمائندہ نظر آتی ہیں۔

''پہلا جان دار ببر کی مانند ہے اور دُوسرا جان دار بچھڑے کی مانند اور تیسرے جان دار کا چہرہ انسان کا سا ہے اور چوتھا جان دار اُڑتے ہوئے عقاب کی مانند ہے۔''

اگلے زمانے میں بھی یہ سمجھا گیا کہ یہ بیابان میں موسیٰ کے خیمہ اجتماع کے چوگرد چار پیش رو قبائل کے جھنڈے (گنتی ۲:۲) تھے۔ مشرق میں یہوداہ تھا، جو شیر کو ظاہر کرتا ہے

(پیدائش ۴۹: ۹؛ گنتی ۲: ۳)؛ مغرب میں افرائیم تھا، جو بیل کو ظاہر کرتا ہے (استثنا ۳۳: ۱۷؛ گنتی ۲: ۱۸)؛ جنوب میں روبن تھا، جو انسان کو ظاہر کرتا ہے (پیدائش ۴۹: ۳؛ گنتی ۲: ۱۰)؛ اور شمال میں دان تھا، جو اُڑنے والے عقاب کو ظاہر کرتا ہے جو سانپ کو لے کر جا رہا ہے۔ (پیدائش ۴۹: ۱۷؛ گنتی ۲: ۲۵)

موسیٰ کی راہنمائی میں خیمہ اجتماع کے گرد ڈیرے ڈالنے کا مطلب زمین پر اُس عظیم آسمانی ہیکل کی تصویر کشی ہے جو مکاشفہ ۴: ۷ میں بیان کی گئی ہے۔ تاہم یہ سب پیدائش نویں باب میں تمام مخلوقات سے کیے گئے الٰہی عہد کا مکاشفہ ہے۔

یہ بالکل وہی رُویا ہے جو حزقی ایل نے اپنے پہلے باب میں دیکھی۔ نبی شمال کی طرف دیکھ رہا تھا (حزقی ایل ۱: ۴) اور اُس نے خُدا کے تخت کی ایک رُویا دیکھی جس کے گرد بالکل اسرائیل کے قبائل کی طرح چار جان دار کھڑے تھے۔ دسویں آیت میں لکھا ہے،

''اُن کے چہروں کی مشابہت یوں تھی کہ اُن چاروں کا ایک ایک چہرہ انسان کا۔ ایک ایک شیر ببر کا اُن کی دہنی طرف اور اُن چاروں کا ایک ایک چہرہ سانڈ کا بائیں طرف اور اُن چاروں کا ایک ایک چہرہ عقاب کا تھا۔''

چناں چہ ہمارے پاس تین مختلف گواہ ہیں، موسیٰ، حزقی ایل اور یوحنا جو ہمیں بتاتے ہیں کہ نوح کے ساتھ کیے گئے عہد میں چار جان دار خُدا کے تخت کے گرد دکھائے گئے۔ اگرچہ اسرائیل کے قبائل نے اِسے اپنے ڈیرے لگانے کی ترتیب سے ظاہر کیا، بنیادی طور پر وہ اِس طرح کام کر رہے تھے جیسے وہ پوری دُنیا کو ظاہر کریں۔ خُدا نے اسرائیل کی واحد قوم کے ساتھ کیا کیا جو ایک بہت بڑے الٰہی منصوبہ کی مثل تھی۔

نوح کے ساتھ کیا گیا عہد کتابِ مقدس میں پہلا عہد ہے اور یہ پوری دُنیا کے لیے خُدا

کے منصوبہ کی وسعت کو قائم کرتا ہے۔ یہ سب چیزوں کی بحالی کا عہد ہے، کیوں کہ یہ عہد تمام جان دار مخلوقات سے ہے۔ اِس لیے جب ہم اختتام پر پہنچتے ہیں تو یوحنا مکاشفہ کے پانچویں باب میں اِس میل ملاپ کی عظیم رُویا کو دیکھتا ہے۔
آٹھویں سے بارہویں آیات میں وہ غالب آنے والوں کو دیکھتا ہے (جو زمین پر حکومت کریں گے) وہ خُدا سے متفق ہیں۔ بارہویں آیت میں لکھا ہے،
''ذبح کیا ہوا برّہ ہی قدرت اور دولت اور حکمت اور طاقت اور عزت اور تمجید اور حمد کے لائق ہے۔''
لیکن پھر یوحنا تیرھویں اور چودھویں آیات میں لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت دیکھتا ہے،
''پھر میں نے آسمان اور زمین کے نیچے کی اور سمندر کی سب مخلوقات کو یعنی سب چیزوں کو جو اُن میں ہیں یہ کہتے سنا کہ جو تخت پر بیٹھا ہے اُس کی اور برّہ کی حمد اور عزت اور تمجید اور سلطنت ابدالآباد رہے۔ اور چاروں جان داروں نے آمین کہا اور بزرگوں نے گر کر سجدہ کیا۔''
ریورنڈ ولیم میلگان (Rev. William Milligan) دی ایکسپوزیٹر بائبل[1] (The Expositor's Bible) میں واضح کرتا ہے،

> ''ہمارے سامنے کتنا بلند تصور موجود ہے، پوری کائنات میں دور دراز ستارہ سے لے کر ہمارے گرد موجود چیزوں تک، یہ ہمارے احساسات، جذبات، اظہارات، دل اور آواز میں ہے۔ بدی کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا گیا۔ اور نہ ہی اِس کے بارے میں سوچا گیا۔ سب کچھ خُدا کے ہاتھوں میں ہے، جو اپنے خود مختار مقصد کو اپنے وقت اور طریقہ کے مطابق سر انجام دے گا۔ ہم نے صرف عالمگیر میل ملاپ کو سننا، اور اِس بات کو دیکھنا ہے کہ یہ ہمیں تعریف کی طرف راغب کرتا ہے۔''

1. The Expositor's Bible, vol.6, p. 854

چھڑائی گئی مخلوق کو ایک بار پھر خاص ذکر کے لیے علیحدہ کیا گیا ہے۔ اِس جلد کے چھٹے باب کی ۸، ۱۰ آیات میں لکھا ہے: ''انھوں نے گانا شروع کیا اب ہم اُن کے پاس واپس لوٹ آئے ہیں شاید وہ قریب ہیں۔ تمام مخلوقات، انسان سمیت چلاتے ہیں، آمین۔ جلالی کلیسیا کا دل بولنے کے لیے چھلک رہا ہے۔ وہ صرف گر کر پرستش کر سکتی ہے۔''

کمنٹری آن دی ہول بائبل[1] کے مطابق،

''جیسا مکاشفہ ۴:۱۱ میں چوبیس بزرگ خُدا کی تمجید اور عزت اور قدرت کا اظہار کرتے ہیں کہ اُس نے سب چیزوں کو پیدا کیا۔ لہٰذا چار جان دار آمین کے ذریعے توثیق کرتے ہیں تمام مخلوقات اُس کے جلال سے منسوب ہیں۔''

یہ بائبل مقدس کے مفسرین کا ایک حیرت انگیز اعتراف ہے وہ خُدا اور اُس کے جلال اور نئے آسمان اور نئی زمین کے جلال سے مجبور ہیں نہ کہ جہنم کے گڑھے کی وجہ سے۔ یہی بات پولس نے فلپیوں ۲:۱۰ اور ۱۱ میں بیان کی جب اُس نے کہا کہ ہر ایک گھٹنا جھکے گا اور ہر ایک زبان اقرار کرے گی، خُدا باپ کے جلال کے لیے' سچ کا اقرار کرنے کے لیے جلال کسی کو بھی مجبور نہیں کر رہا۔ جلال کی حقیقت اِس میں ہے کہ تمام مخلوقات ''آمین!'' کہنے کے وسیلہ سے متفق ہوں گی۔ دراصل الٰہی منصوبہ اُس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب تک چار جان دار آمین کہہ کر خُدا کے جلال کا اظہار نہیں کرتے۔

نوح کے عہد کے بعد باقی تمام عہود اِس پہلے عہد پر قائم کیے گئے اور الٰہی منصوبہ میں

1. Commentary on the whole Bible, p. 567

تفصیل کو شامل کیا۔ ابرہامی عہد اُن لوگوں کے ذریعے قائم کیا گیا جو اِس عہد کو قائم کریں گے۔ یعنی ابرہام کی نسل جو پہلے جسمانی اور پھر رُوحانی میل ملاپ کے کلام کے وسیلہ پوری دُنیا کے لیے مسیح کے ایلچی ہیں۔

بعد ازاں موسیٰ کے ساتھ عہد میں راست بازی کے اُس معیار کو قائم کیا گیا جس کی سب کو ضرورت ہوگی۔ پرانے عہد نامہ کے دس احکامات نئے عہد نامہ کے دس وعدوں میں بدل جاتے ہیں۔ یہ وعدے ہیں کہ ہم قتل، چوری اور لالچ نہیں کریں گے۔ نئے عہد نامہ میں سب انسانوں کو کاملیت میں لانے کے لیے وہ اپنے آپ پر ذمہ داری لاگو کرتا ہے۔ شریعت میں رُوح اور شریعت کا مقصد شامل ہے۔ یہ اِس بات کی پیشین گوئی ہے کہ اُس دن ہماری فطرت کیسی ہوگی۔

داؤد کے ساتھ عہد تخت کو قائم کرتا ہے، یہ اِس بات کو قائم کرتا ہے کہ اِس بادشاہی میں کون حکومت کرے گا۔ یقیناً سب سے اعلیٰ اختیار یسوع مسیح کو دیا گیا، اُس نے اختیار کو حاصل کیا جو کہ یہوداہ کے گھرانے اور خاص طور پر داؤد کے لیے تھا۔

آخر میں صلیب پر یسوع کے خون کے وسیلہ سے نئے عہد کی توثیق کی گئی جس نے تمام سابقہ عہدوں کو ممکن بنایا اور تمام مخلوقات کا فدیہ دیا۔ صلیب کے بغیر تمام سابقہ عہود ناکام ہو جاتے۔ لیکن کلسیوں ۱:۱۶۔۲۰ میں لکھا ہے،

"کیوں کہ اُسی میں سب چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی۔ دیکھی ہوں یا ان دیکھی۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات۔ سب چیزیں اُسی کے وسیلہ سے اور اُسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں۔۔۔۔۔ اور اُس کے خون کے سبب سے جو صلیب پر بہا صلح کر کے سب چیزوں کا اُسی کے وسیلہ سے اپنے ساتھ میل کرے۔ خواہ وہ زمین کی ہوں خواہ آسمان کی۔

اِس عظیم میل ملاپ کا سیاق وسباق ہمیں بتاتا ہے کہ اِس جملے میں سب چیزوں سے مراد وہ سب کچھ ہے جو تخلیق کیا گیا، خواہ زمین کا ہو یا آسمان کا۔ یہ سب کچھ اُس کے لیے پیدا کیا گیا، اور کیوں کہ اُس نے اُن تمام چیزوں کو چھڑایا جو آدم کھو چکا تھا، اور یقیناً سب چیزیں آخر میں اُسے دی جائیں گی۔ اور یہ زمین کے لیے خُدا کا حیرت انگیز منصوبہ ہے۔

باب ۹

داؤد کی پیشین گوئیاں

داؤد بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نبی بھی تھا۔ بہ طور بادشاہ اُس کے پاس بہت سے سال تھے جس میں وہ اپنی ذات سے ہٹ کر قوموں کے لیے الٰہی منصوبہ پر غور کرتا رہا۔اوراگرچہ اُس نے پرانے عہد میں زندگی گزاری، مگر اُس کے پاس ایک نئے عہد کا نظارہ بھی تھا اور اُس نے اُس کے مطابق پیشین گوئی کی۔اِس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ داؤد نے عمومی طور پر اقوام کے بارے میں کیا کہا،

زبور ۶۶:۴ میں لکھا ہے،

''ساری زمین تجھے سجدہ کرے گی
اور تیرے حضور گائے گی۔''

زبور ۶۷ میں لکھا ہے،

''خُدا ہم پر رحم کرے اور ہم کو برکت بخشے
اور اپنے چہرہ کو ہم پر جلوہ گر فرمائے۔
اور تیری راہ زمین پر ظاہر ہو جائے۔
تاکہ تیری نجات سب قوموں پر۔
اے خُدا! لوگ تیری تعریف کریں
سب لوگ تیری تعریف کریں
اُمتیں خوش ہوں اور خوشی سے للکاریں

کیوں کہ تو راستی سے لوگوں کی عدالت کرے گا

اور زمین کی امتوں پر حکومت کرے گا۔

اے خُدا! لوگ تیری تعریف کریں۔

سب لوگ تیری تعریف کریں۔

زمین نے اپنی پیداوار دے دی۔

خُدا یعنی ہمارا خُدا ہم کو برکت دے گا۔

خُدا ہم کو برکت دے گا۔''

اور زمین کی انتہا تک سب لوگ اُس کا ڈر مانیں گے۔''

چوتھی آیت پر غور کریں کہ جب خُدا لوگوں کی عدالت کرے گا تو سب امتیں ''خوش ہوں اور خوشی سے للکاریں'' زیادہ تر لوگ قوموں پر خُدا کی عدالت کو بہ طورِ حکمِ سزا لیتے ہیں جو ایک عظیم خوف اور رونے کو پیدا کرتا ہے۔ ساتویں آیت میں خلاصہ کیا گیا ہے کہ خُدا ''ہم'' کو برکت دے گا (یعنی اسرائیل) تا کہ ''زمین کی انتہا تک سب لوگ اُس کا ڈر مانیں گے۔''

اِس میں کوئی شک نہیں کہ جب پطرس نے اعمال ۳:۲۵، ۲۶ میں منادی کی تو یہ بات اُس کے ذہن میں تھی۔

''تم نبیوں کی اولاد اور اُس عہد کے شریک ہو جو خُدا نے تمہارے باپ دادا سے باندھا جب ابرہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دُنیا کے سب گھرانے برکت پائیں گے۔ خُدا نے اپنے خادم کو اُٹھا کر پہلے تمہارے پاس بھیجا تا کہ تم میں سے ہر ایک کو اُس کی بدیوں سے ہٹا کر برکت دے۔''

بالفاظ دیگر، خُدا ہمیں ہمارے بُرے راستوں سے باز رکھ کر برکت دیتا ہے، تا کہ

ہمارے پاس ایک ایسی گواہی اور خوش خبری ہو جس سے دُوسری اقوام بابرکت ہوں۔ خُدا کی برکت کے بغیر ہم قوموں کو خُدا کی توہین اور اُسے ردّ کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ (یسعیاہ۵۲:۵، رومیوں۲:۲۴)

زبور۷۲:۱۱میں لکھا ہے،

''بلکہ سب بادشاہ اُس کے سامنے سرنگوں ہوں گے۔

کل قومیں اُس کی مطیع ہوں گی۔''

اِس کی بازگشت مکاشفہ ۱۵:۳،۴ میں موسیٰ کے گیت میں کی گئی:

''۔۔۔اے خُداوند خُدا! قادرِ مطلق!

تیرے کام بڑے اور عجیب ہیں۔

اے ازلی بادشاہ!

تیری راہیں راست اور درست ہیں۔

اے خداوند! کون تجھ سے نہ ڈرے گا؟

اور کون تیرے نام کی تمجید نہ کرے گا؟

کیوں کہ صرف تو ہی قدوس ہے

اور سب قومیں آ کر

تیرے سامنے سجدہ کریں گی

کیوں کہ تیرے انصاف کے کام ظاہر ہو گئے ہیں۔''

چوتھی آیت میں سوال مبالغہ آمیز ہے، کیوں کہ یہ بعید الفہم ہے کہ کوئی بھی شخص اُس دن اُس کے نام کو عزت اور جلال نہ دے اور اُس کا خوف نہ مانے۔ یہ صرف وقت کا معاملہ ہے کہ اِس سے پہلے خُدا سب انسانوں پر اپنے جلال کو ظاہر کرے۔

زبور۷۸:۷۱ ’’اسرائیل کواُس کی میراث‘‘ کہتا ہے،لیکن زبور۸۲:۸ میں لکھا ہے،

’’اے خُدا! اُٹھ ۔زمین کی عدالت کر۔

کیوں کہ تو ہی سب قوموں کا مالک ہوگا۔‘‘

سب قومیں خُدا کی میراث ہیں نہ صرف اسرائیل اور یہوداہ، اِسی طرح خُدا قوموں کو راست بازی کی میراث دے گا۔کیوں کہ ہم زبور۲:۸ میں پڑھتے ہیں،

’’مجھ سے مانگ اور میں قوموں کو تیری میراث کے لیےاورزمین کے انتہائی حصے تیری ملکیت کے لیے تجھے بخشوں گا۔‘‘

نئے عہد نامہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ میراث صرف نسلی اسرائیلیوں کونہیں دی گئی بلکہ اُن کو جو یسوع مسیح پر ایمان لاتے اور جو اُن اقوام پر راستی سے حکومت کرنے کے اہل پائے گئے۔متی ۵:۵ میں یسوع کہتا ہے،’’مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیوں کہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔‘‘ یہاں حکومت کرنے کی قابلیت کردار پر ہے نہ کہ نسل پر۔اِس آیت میں یسوع نے زبور۳۷:۱۱ کا اقتباس کیا۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ داؤد خود اِس بات کو سمجھا کہ سب اقوام خُدا کی ہیں اور اِس طرح وہ اُس کی میراث ہیں۔وہ اپنی میراث کو تباہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ وہ راست عدالت کے ذریعے اُن میں خوشی کو لائے گا۔

مصنف کے بارے میں

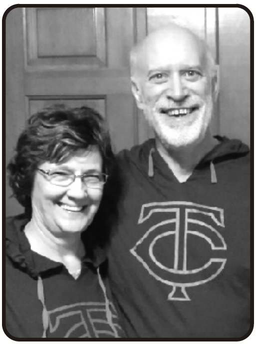

ڈاکٹر اسٹیفن جانز ۲۹ جنوری ۱۹۵۰ء کو امریکہ کی ریاست انڈیانا کے ایک شہر ماریون میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد تھامس نے سیمنری کی تربیت مکمل کرنے کے بعد جنوبی مینیسوٹا کے تین چرچز میں پاسبانی خدمات سرانجام دیں۔ تین سال کے بعد، آپ کا خاندان فلپائن میں خدمت کے لیے بہ طور مشنری چلا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں وہ واپس مینیسوٹا آ گئے۔

اسٹیفن نے مینیسوٹا میں ہائی سکول کی تعلیم حاصل کی اور پھر سینٹ پال بائبل کالج میں دو سال کی تربیت کے لیے چلے گئے، وہاں آپ اپنی بیوی ڈارلا (Darla) سے ملے۔ اِس کے بعد آپ مزید دو سالہ تربیت کے لیے یونی ورسٹی آف مینیسوٹا میں گئے وہاں آپ نے فلسفہ اور لاطینی اور یونانی ادب کا مطالعہ کیا۔

بعدازاں آپ نے اپنی ماسٹر اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں علم الٰہیات میں مینیسوٹا سکول آف تھیالوجی سے حاصل کیں۔

اسٹیفن اور ڈارلا کی شادی ۱۹۷۱ء میں ہوئی۔ اُن کی تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ آپ کی تمام بیٹیاں شادی شدہ ہیں لیکن بیٹے ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں۔ آپ کے سات پوتے اور پوتیاں اور ایک پر پوتی ہے۔

آپ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء بطور اسسٹنٹ پاسٹر اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر

خُدا نے آپ کو بارہ سال کے لیے خدمت میں سے کلام خُدا کے عمیق مطالعہ کے لیے بلا لیا۔ اُس وقت کے دوران آپ نے رُوحانی جنگ اور شفاعت میں گہرا تجربہ حاصل کیا۔ ۱۹۹۳ء تک آپ اس مطالعہ میں محور ہے۔

آپ نے اپنی پہلی تین کتابیں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء کے دوران لکھیں، لیکن اُن کی زیادہ تر کتابیں ۱۹۹۳ء کے بعد لکھی گئیں۔ ۲۰۰۸ء میں ایک بائبل سکول کا نصاب مرتب کرنے کے لیے بائبل مقدس کی مختلف کتابوں کی تفاسیر کا آغاز کیا۔ یہ منصوبہ ۲۰۲۱ء میں مکمل ہو گیا جب آپ نے یسعیاہ کی کتاب پر ایک تفسیر لکھ لی۔ اب آپ ایک بائبل سکول کو قائم کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں جس میں مبشرین، اساتذہ اور پاسٹرز کی تربیت کی جائے۔

آپ سو سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں جو کلام مقدس کے اُس مکاشفہ کے مطابق تعلیم دیتی ہیں جو خُدا نے آپ پر ظاہر کیا۔ آپ کی کچھ کتابیں پندرہ سے زائد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ آپ بہت سے ممالک میں خُدا کے کلام کی تعلیم دے چکے ہیں جن میں کینیڈا، ہیٹی، ٹرینیڈیڈ، فلپائن، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ شامل ہیں۔

BIBLIOGRAPHY

1. *St. Augustine, City of God*, translated by Gerald G. Walsh, S.J., Demetrius B. Zema, S.J., Grace Monahan, O.S.U., Daniel J. Honan, Doubleday Publishers (1958)
2. *Augustine of Hippo*, Peter Brown, University of California Press (1970)
3. *Mercy and Judgment*, Dr. F. W. Farrar, McMillan Publishers (1881)
4. *The Judgments of the Divine Law*, Dr. Stephen Jones, God's Kingdom Ministries (2004)
5. *The Purpose of Resurrection*, Dr. Stephen Jones, God's Kingdom Ministries (1994)
6. *The Cambridge Bible Commentary on the New English Bible*, A. W. Argyle, Cambridge At The University Press (1963)
7. *The Jerome Bible Commentary*, edited by Raymond E. Brown, S.S., Joseph A. Fitzmyer, S.J., Ronald E. Murphy, O.Carm., Prentice-Hall Publishers, (1968)
8. *Commentary Critical and Explanatory on the Whole Bible*, Rev. Robert Jamieson, D.D., Rev. A. R. Fausset, A.M., Rev. David Brown, D.D., Zondervan Publishing House (undated)

Bibles:

1. *New American Standard Bible*, published by The Lockman Foundation (1995)
2. *The King James Version*
3. *The Companion Bible*, with notes by Dr. Bullinger, Kregel Publishers (1990)
4. *The Emphasized Bible*, by Joseph Bryant Rotherham
5. *The Emphatic Diaglott*, by Benjamin Wilson, International Bible Students Association (1942)
6. *The Expositor's Bible*, Vol. 6, article by Rev. William Milligan, D.D., Eerdman's Publishing Co.
7. *The Vulgate* (Latin)
8. *Young's Literal Translation of the Holy Bible*, by Robert Young, Baker Book House (1898)

مترجم کی ترجمہ شُدہ کُتب

۱۔ عورت کوالزام مت دوں
۲۔ روح القدس میں دُعا
۳۔ پاک دامن عورت
۴۔ استحکام
۵۔ اکیسویں صدی میں بچوں کی خدمت کی دوبارہ سے وضاحت
۶۔ ہمارا حیرت انگیز خُدا
۷۔ قوت سے بھریں
۸۔ تفہیم ولادت المسیح
۹۔ آئیوی کی مہم جوئی اور خُدا
۱۰۔ پاورکلبز تربیتی کتابچہ
۱۱۔ بچوں کو دُعا کرنے دیں
۱۲۔ مخلصی اور نجات
۱۳۔ رُوحانی جنگ
۱۴۔ دُعا اور روزہ
۱۵۔ ارشادِ اعظم
۱۶۔ مسیحی کردار
۱۷۔ عملی منادی
۱۹۔ تعارف مطالعہ بائبل
۲۰۔ ایک سے چالیس تک بائبلی اعداد کے معانی
۲۱۔ الٰہی محبت اور معافی
۲۲۔ خُدا کو جاننا
۲۳۔ سب چیزوں کی بحالی
۲۴۔ قیامت کا مقصد
۲۵۔ آمدِ ثانی کے قوانین

مترجم کے بارے میں

آپ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء کو گوجرانوالہ کے ایک گاؤں آٹاوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول آٹاوہ سے حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد پاکستان آرمی کے شعبہ الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ (EME) میں بہ طور وہیکل مکینک شمولیت اختیار کی۔ پاکستان آرمی میں رہتے ہوئے اپنی پیشہ ورانہ خدمت کے ساتھ ساتھ اپنے تعلیمی سفر کو بھی جاری رکھا۔ وہاں رہتے ہوئے آپ نے ایف۔اے، بی۔اے، ایم۔اے (اُردو، تاریخ)، بی۔ایڈ، اور ایم۔ایڈ کی ڈگریاں مکمل کیں۔ جون ۲۰۲۰ء میں آپ نے یونی ورسٹی آف سیالکوٹ سے ایم فل (اُردو) کا آغاز کر دیا۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے اپنی مسیحی تعلیم کے سفر کو بھی جاری رکھا۔ آپ نے پاکستان بائبل کارسپانڈنس سکول سے انگریزی اور اُردو بائبل کورسز مکمل کیے، گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری (پریسبٹیرین سکول آف ڈسٹنٹ لرننگ) سے ڈپلومہ آف تھیالوجی، فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ سے بی۔ٹی۔ایچ، ایم۔ڈیو، اور ڈاکٹر آف منسٹری کی ڈگریاں مکمل کیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بچوں کی تربیت کا آن لائن کورس (SSCM) امریکہ سے مکمل کیا۔

مارچ ۲۰۲۰ء میں آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے ایک بائبل کالج نے آپ کو ڈاکٹر آف ڈونٹی کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔ آپ کلائمب انسٹیٹیوٹ پاکستان کے پریزیڈنٹ اور ونگ سولز سکول آف تھیالوجی کے پرنسپل کی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاں پر پورے پاکستان سے طلبا و طالبات خط و کتابت کے ذریعے بائبل کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے جسمانی تربیت کا سرٹیفکیٹ (PACES) مکمل کیا۔ اِس کے علاوہ آپ نے نسٹ (NUST) یونی ورسٹی سے ملحق الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ کالج اسلام آباد سے ٹینک الضرار (Al-Zarar) کی خصوصی تربیت حاصل کی۔

۲۰۰۵ء میں آرمی کی سروس کے دوران آپ کی زندگی میں ایک حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ نے اپنی زندگی خُداوند کو دے دی۔ ۲۰۰۹ء میں آپ کی مخصوصیت بہ طور مبشر پاسٹر کنگ سلے (انگلینڈ) نے کی اور آپ نے اپنے خدمتی سفر کا آغاز کر دیا۔

۱۶ اکتوبر ۲۰۰۹ء میں آپ کی شادی اپنی خالہ زاد سے ڈسکہ میں ہوئی۔ آپ کی بیوی پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں۔ خُدا نے آپ کو دو خوبصورت بیٹیوں (جینفر فیاض اور جیسیکا فیاض) اور ایک بیٹے ابرہام یشوع سے نوازا ہے۔

۲۰۱۲ء میں آپ نے ونگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز کا آغاز کیا۔ ۲۰۱۵ء میں آپ نے آرمی کی سروس کو خیر باد کہہ کر کل وقتی خدمت کا فیصلہ کیا۔ اب آپ بائبل اور مسیحی لٹریچر کی مفت تقسیم، بائبل سکول، سنڈے سکول، تعلیم بالغاں برائے خواتین، فری میڈیکل کیمپ، مسیحی بچیوں کے لیے سلائی اور پارلر کی تربیت اور یتیم بچوں کے لیے مفت تعلیم جیسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ دی گڈ شیپرڈ سکول کے پرنسپل ہیں۔ جہاں مسیحی بچوں کے لیے تعلیم و تربیت کا عمدہ بندوبست کیا جاتا ہے۔ یہاں مسیحی بچوں کو دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹھوس بائبلی تعلیم سے بھی لیس کیا جاتا ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد مسیحی قوم کے بچوں کو رُوحانی اور معاشرتی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا اور بالغ بنانا ہے۔

ونگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

مریم صدیقہ ٹاؤن، چندا قلعہ، گوجرانوالہ 0300-7499529, 0346-2448983